Digitized by Khilafat Library Rabwah

وهم الجهال فعلم من هذه الاشارة ان مراد ابی یوسف ایضا عن العامی الجاهل الذی لا یعرف معنی النص وتاویله فیما ذکر من قول ابی حنیفة والشافعی ومحمد یندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتهی کلام صاحب الخزانة وهو فی عدة تصانیف علماء ثقات کعقد الجید والایقاظ والدراسات وغیرها من شاء فلیرجع الیها۔

منسوب ہے جو جہلا کہلاتے ہین۔ ان اشارات (کلام امام ابو یوسف) سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی مراد بہی عامی سے ایسا جاہل آدمی ہے جو حدیث کے معنے و مراد نہ جانے۔ پس امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام محمد کے قول سے (جس سے امام ابو یوسف کا قول بہی موافق ہو گیا ہے) معترض کا وہ قول کہ مقلد کو مذہبی روایت پر عمل واجب ہے نہ حدیث مخالف مذہب پر دفع ہوا۔

صاحب خزانۃ الروایات کا کلام تمام ہوا۔ اور یہ کلام متعدد تالیفات علماء ثقات مین (جیسے عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ۔ ایقاظ ہمم اولی الابصار فلا فی۔ دراسات اللبیب) وغیرہ مین موجود ہے۔ جو چاہے ان رسائل کو ملاحظہ کرے۔ اور صاحب ایقاظ نے کہا ہے ہمارے شیخ المشائخ محمد حیات سندہی نے فرمایا ہے کہ

قال شیخ مشائخنا محمد حیوة قال ابن شحنة فی نهایة النهایة وان کان ای ترک الامام الحدیث لضعفه فی طریقه فینظر ان کان الطریق غیر الطریق الذی ضعفه به فینبغی ان تعتبر فان صح عمل بالحدیث ویکون ذلک مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی کذا قال بعض من

ابن الشحنہ نے نہایۃ النہایت مین فرمایا اگر کسی حدیث کو امام نے ضعیف اسناد کے سبب ترک کیا ہے تو دیکہا جائے کہ سوا اس سند کے اسکی کوئی اور صحیح سند بہی ہے یا نہین اگر اسکی صحیح سند معلوم ہو تو حدیث پر عمل کیا جاوے اور وہی امام کا مذہب ہوگا۔ اس حدیث پر عمل کرنے سے مقلد

صنف فی هذ المقصود۔ وقال
فی البحر وان لم یسقت ولکن بلغه الخبر
وهو قوله علیه وعلی آله الصلوة والسلام
افطر الحاجم والمحجوم وقوله الغیبة
تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا
تاویله فلا کفارة علیه عندهما
لان ظاهر الحدیث واجب العمل
خلافا لابی یوسف لانه قال لیس
للعامی العمل بالحدیث لعدم علمه
بالناسخ والمنسوخ قال ابن الغرفی
حاشیة الهدایة قوله ولو بلغه
الحدیث واعتمده یعنی افطر الحاجم
والمحجوم فکذلک عند محمد یعنی
انه لا کفارة علیه اذا احتجم ثم
اکل علی ظن ان الحجامة فطرته معتمدا
علی الحدیث لان قول الرسول
لا ینزل عن قول المفتی فی العبارة
مسامحة بل هو خطاء والامر اعظم من ذلک

حنفی ہونے سے باہر نہین نکلتا کیونکہ امام سے
ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث صحیح ہو تو میرا
وہی مذہب ہے۔ بحر الرائق مین کہا ہے
کہ اگر اس عامی (سینگی لگوا کر روزہ
کہول دینے والے) نے کسی مفتی سے
فتوے نہین لیا مگر اُسکو یہ حدیث پہنچ گئی
کہ سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوں کا
افطار ہوا۔ یا یہ حدیث کہ غیبت روزہ کو
توڑ دیتی ہے اور اُسکو اسکا منسوخ یا
مؤول ہونا معلوم نہوا تو بہی اسپر کفارہ
نہین ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے
اسمین ابو یوسف کا خلاف ہے کیونکہ
عامی کو ناسخ و منسوخ کا عمل نہین ہوتا۔
ابن الغرفی نے ہدایہ کے حاشیہ مین کہا ہے صاحب
ہدایہ کا یہ قول کہ اگر اُسکو حدیث پہونچے اور
وہ اسپر اعتماد کرلے تا آخر یہ معنے رکہتا ہے
کہ اگر اس عامی کو حدیث افطر الحاجم والمحجوم
پہنچ جائے اور اسکے ظاہری معنے کے بہروسہ
پر وہ سینگی لگوا کر روزہ افطار کردے تو امام محمد کے نزدیک اسکا بہی یہی حکم ہے
کہ اسپر کفارہ نہین ہے اسلئے کہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے نیچے
نہین ہے۔ اس عبارت مین کوتاہی و سستی ہے بلکہ یہہ کہنا خطا ہے۔

وعن ابی یوسف خلاف ذلک یعنی علیه الکفارة فان
علی العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم
الاهتداء فی حقه الی معرفة الاحادیث
وفی تعلیله نظر فان المسئلة اذا کانت
مسئلة النزاع بین العلماء وقد بلغ
العامی الحدیث الذی احتج به
احد الفریقین کیف یقال فی هذا
انه غیر معذور فان قیل هو
منسوخ فقد تقدم ان المنسوخ
ما یعارضه ومن سمع الحدیث
فعمل به وهو منسوخ فهو معذور
الی ان یبلغه الناسخ ولا یقال من
لمن سمع الحدیث الصحیح لا تعمل به
حتی تعرضه علی رای فلان او
فلان وانما یقال له انظر هل هو
منسوخ ام لا۔ اما اذا کان الحدیث قد اختلف

اور پیغمبر کی شان اس سے بڑہکر ہی۔ اور امام ابو یوسف کا
اسمین خلاف ہے وہ کہتی ہین کہ اسپر کفارہ ہی کیونکہ عامی کیلئے فقہا کا
اقتدا واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہین ہے۔ امام ابو یوسف کی
اس دلیل مین یہہ شبہ ہے کہ جس حالت
مین اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہو
اور اس عامی کو وہ حدیث پہنچ چکی ہو جس
سے دو مختلف فریقون سے ایک فریق
استدلال کرتا ہے تو پہر وہ عامی اس
مختلف فیہ مسئلہ مین اس حدیث سے تمسک
کرنیمین کیون معذور نہین ہے۔ اگر
کوی کہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکا
جواب یہہ ہے کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے
کہ منسوخ وہ حدیث ہے جو اسکی معارض ہے
اور اگر کوئی حدیث منسوخ پر بہی عمل کرلے
تو بہی وہ معذور ہے جبتک کہ اسکو ناسخ کا
علم نہو۔ اور جو کوئی حدیث صحیح کو سنے اسکو یہہ نہین کہا جا سکتا کہ تو اسپر عمل نکر
جبتک کہ فلان فلان امام کی اسمین رائے نہ لے لے ہان یہہ کہا جاویگا کہ تو اسکا
منسوخ ہونا دیکہہ لے اور جب کسی حدیث کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہوگا

یعنے بجاے اسکے یون کہنا مناسب ہے کہ مفتی کا قول آنحضرت کے قول سے نیچے ہے یا یون کہو کہ اس سے بڑہکر نہین ہے
یہہ کہنا کہ آنحضرت کا قول قول مفتی سے نیچے و کمتر نہین ہے ایک نوع کی گستاخی و بے ادبی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر سوم جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

اذا عقد مجتہد مجتہدا ولا یمکن ان یکون واسطۃ بینہ وبین اللہ لیس لنا سوی حالتین قال وقال ابن المنیر والمختار انہم مجتہدون ملتزمون ان لا یحدثوا مذہبا۔ اما کونہم مجتہدین فلان الاوصاف قائمۃ بہم واما کونہم ملتزمین ان لا یحدثوا مذہبا فلان احداث مذہب لا بد بحیث یکون لفروعہ اصول وقواعد مبتنیۃ لسائر قواعد المتقدمین متعذر الوجود لاشتعاب المتقدمین سایر الاسالیب فلم یمتنع علیہم تقلید امام فی قاعدۃ فاذا ظہر لہ صحتہا غیر امامہ فی واقعۃ لم یعزلہ ان یقلدہ

کیونکہ مجتہد تو کسی کی تقلید نہین کرتا اور یہ کبھی تقلید بھی کرتے ہین اور یہہ بھی نہین ہوسکتا کہ وہ نہ مجتہد ہون نہ مقلد۔ کچھ اور ہی ہون۔ کیونکہ (اجتہادی مسایل مین) ہمارے لئے (سوای حالت اجتہاد و تقلید) کوئی تیسری حالت نہین ہی۔

اس باب مین قول مختار یہہ ہی کہ وہ مجتہد ہین پر ایسے جنکا یہہ التزام ہے کہ نیا مذہب نکالین مجتہد تو اسلئے ہین کہ انمین مجتہدون کی صفتین موجود ہین۔ نیا مذہب نکالنے کے التزام کی یہہ وجہ ہی کہ ایسا نیا مذہب نکالنا جسکو فروعات کے اصول و قواعد متقدمین (مجتہدین) کے قواعد سے جدا گانہ ہون مشکل ہے۔ کیونکہ متقدمین نے سبہی اصول دقوانین کو پورا لیلیا ہے۔ ہان انکو یہ منع نہین ہے کہ وہ کسی قاعدہ مین کسی امام کی تقلید کرین

† یہہ اسلئے کہا گیا ہے کہ زرکشی کی اس کلام مین اسی قسم علم کا بیان ہے جو لابگا مجتہد ہو (دیکھو ضمیمہ نمبر ۲ جلد ۲ صفحہ ۱۵ و ۱۶) اور ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ظواہر نصوص پر عمل کرنا نہ اجتہاد ہے نہ تقلید ہے۔

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

امامہ لکن وقوع ذلک مستبعد لکمال نظر من قبلہ وقال القدوری الحنفی ماظنہ یعنی العالم الغیر المجتہد اقوی فعلیہ تقلیدہ فیہ وقد سمعت موافقۃ ابن المنیر لہذا انفا غیر انہ استبعد وقوعہ قال ابن امیر الحاج فی التحبیر بعد نقل ہذا من الزرکشی وما استبعدہ لیس ببعید انتہی۔

پس جب انکو کسی موقع پر کسی دوسرے امام کے مذہب کی صحت ثابت ہو تو پہر انکو اپنے امام کی تقلید جایز نہین ہے ولیکن ایسا وقوع مین آنا بعید سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلون کی نظر کمال کو پہنچ چکی ہے

قدوری حنفی نے کہا ہے جس مسئلہ (یا قاعدہ) مذہب غیر کو وہ عالم جو مجتہد نہین قوی سمجہے اسمین وہ اسکی تقلید کرلے۔ اور تو نے اس باب مین **ابن المنیر** کی اس سے موافقت بھی سن لی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس نے اس امر کی وقوع کو بعید سمجہا ہے۔ ابن **امیر الحاج** نے **تحبیر** مین زرکشی کے اس قول کو نقل کرکے کہا ہے کہ جسکو ابن المنیر بعید سمجہا ہے وہ بعید نہین ہے۔

صاحب **دراسات** نے اس کلام زرکشی و ابن امیر الحاج کو نقل کرکے کہا ہے کہ زرکشی

حاصل بحث الزرکشی بقولہ فیہ نظر لاسیما فی اتباع المذاہب الخ ان المتبحرین من العلماء والعلم والمذہب ماخوذ من افعالہم کما ہو ماخوذ من اقوالہم لم ینصبوا انفسہم نصبۃ المقلدین عملا وقولا اما عملا فلبیان ترجیحہم دلائل الخصوم والعمل بہا بعد ترجیحہم بل بعض العلماء ترکوا تمام مذہب وقلدوا مذہبا اخر وہذا ابو جعفر الطحاوی

کے اس قول کا (ان لوگون کو عامی قرار دینا محل اعتراض ہے) حاصل یہ ہے کہ **متبحر علماء** جنکی افعال و اقوال سے علم و مذہب سیکہے جاتے ہین) قول و فعل سے کسیکی **مقلد** نہین **فعل** سے تو اسلئے کہ وہ اپنے مذہب کے سوائے اور مذاہب کے دلایل کو ترجیح دیتے ہین پہر بعد ترجیح اس مذہب مرجح کو اختیار کرتے ہین بعضون نے تو بالکل ہی اپنا مذہب چہوڑ دیا اور مذہب غیر کو اختیار کرلیا ہے یہہ (دیکہو) ابو جعفر طحاوی

325

تحنف بعد شفعويته - واما قولا فلصدور
قول مثل ابي علي السابق وغيره فلو كان
حدهم اللحوق بالعوام الصرفة
بحكم الشريعة المطهرة لكان قولهم
وعملهم هذا خارجا عنها وهذا بهتان
عظيم يتوجه اليهم فلم يبق الا ان نقول
كان لهم الاجتهاد في المسايل الجزئية
والاخذ بالتي قوي عندهم دليلها
وترك غيرها لتمام الحجة عليهم
من الله سبحانه حسب طاقتهم ولانهم
لو لم يلحقوا بالمجتهدين في هذه المسايل
وليسوا ملحقين بالعوام لزمت الواسطة
بين من هو مجتهد وبين من ليس
بمجتهد وليس لنا سوى حالتين واذا
كانوا مجتهدين ولو في بعض المسايل
يحرم عليهم تقليد غيرهم فيه وهذا
هو القول بالتجزي في الاجتهاد
وعليه الجمهور وقد حكيت هذه
المسئلة في اصول ابن الحاجب
وذكر فيها جوازها وهو قول اصحاب
ابي حنيفة على ما ذكره البستي من

(امام مشہور) شافعی ہونے کے بعد حنفی
ہوگئے قول سے اسلئے کہ ابو علی وغیرہ نے
صاف کہدیا ہے کہ ہم شافعی کے مقلد نہین
ہین سو اگر انکا رتبہ شریعت کے روسے
عوام کا سا ہوتا تو انکا یہہ قول و عمل شریعت
سے خارج ہوتا اور یہہ کہنا انپر بہتان باندہنا
ہے پس انکی نسبت بجز اسکے کچہہ نہین کہا جاسکتا
کہ ان لوگون کو مسایل جزئیہ مین اجتہاد
حاصل تہا اور اُن مسایل کو جنکے دلایل انکے
نزدیک قوی ہون لے لینا اور جو ایسے
نہ ہون انکو چہوڑ دینا انکا کام تہا اور اگر
انکو ایسے مسایل مین مجتہد نہ کہا جاوے اور
عوام تو کہا جا ہی نہین سکتا تو مجتہد و غیر
مجتہد مین ایک واسطہ (یعنی تیسرا درجہ)
نکلتا ہے حالانکہ (ایسے* مسایل اجتہادیہ مین)
سواے دو حالت اجتہاد و تقلید ہماری
کوئی تیسری حالت نہین ہے - اور جبکہ
وہ مجتہد ٹہرے (بعض مسایل مین ہی کیون
نہ ہون) تو انپر ان مسایل مین غیر کی تقلید
حرام ہوئی - یہہ کہنا اجتہاد و تقلید مین تجزی
کا قایل ہونا ہے جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے

* دیکہو حاشیہ صفحہ (۱۷)

من مشايخه وهو مختار الغزالي و
نسبه السبكي وغيره الى الاكثرين
وقال انه الصحيح وقال ابن دقيق العيد
هو المختار وقال شيخ الحنفية ابن الهمام
في التحرير انه الحق واما قول العلامة
التفتازاني في الفصول البدائع والحق
عدم التجزي وهو المنقول عن ابي حنيفة
لما مر في حد الفقه ان الفقيه هو المتهيئ
للكل اعني الذي له ملكة الاستنباط
في الكل وان المقلد يجوز علمه
ببعض الاحكام عن الادلة (انتهى)
ففيه للمطالبة عليه باثبات هذا
النقل عن ابي حنيفة ولو كان لما صحت
الرواية لابن امير الحاج صاحب
التحبير عن فقهاء الحنفية بقوله جواز
التجزي وهو قول اصحابنا وهو نقل
صريح عنهم من غير اخذ عن كلامهم -

یہہ مسئلہ تجزی اجتہاد اصول ابن حاجب
مین بھی مذکور ہے جسمین اسکا جواز
بیان ہوا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ
کے اتباع کا قول ہے چنانچہ بستی نے
نقل کیا ہے اور یہی امام غزالی کا مذہب
مختار ہے اور سبکی نے اسکو اکثر علماء کیطرف
منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مسئلہ
صحیح ہے ابن دقیق العید نے کہا ہے
کہ یہی مختار ہے شیخ الحنفیہ ابن الہمام نے
تحریر الاصول مین کہا ہے کہ یہی حق
ہے اور جو علامہ تفتازانی نے فصول البدائع
مین لکھا ہے کہ حق اجتہاد کا متجزی نہ ہونا ہے
اور یہی امام ابی حنیفہ سے منقول ہے کیونکہ
فقیہ کی تعریف انسے یہہ منقول ہو چکی ہے
کہ فقیہ وہ ہے جو سبہی احکام کے استنباط
کے لئے تیار ہو اور یہہ تعریف اس مجتہد پر
جو بعض مسایل مین تقلید کرے بعض مین
اجتہاد صادق نہین آتی - رہی یہہ بات کہ اگر وہ شخص مقلد ہے تو اسکا بعض احکام کو دلایل
سے جاننا کیا معنی رکھتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مقلد کو بعض احکام کا ادلہ سے معلوم ہونا جایز
ہے اسمین علامہ سے نقل صریح کا مطالبہ ہے وہ یا انکا کوئی ہمخیال بیان کرے کہ امام ابو حنیفہ
سے کس نے یہ امر نقل کیا ہے اگر یہہ امر صحیح ہوتا تو ابن امیر حاج فقہاء سے جواز تجزی اجتہاد نقل نکرتا

كما اخذ صاحب البدائع معارض هذا
عن حد الفقه فحكم على الماخوذ بانه
المنقول عن ابي حنيفة مع الفرق بين
الماخوذ من كلامه والمنقول من صاحبه
ولما حكم افضل المتاخرين منهم في
التقرير بان التجزي هو الحق بالحصر
المفيد لبطلان ما ينقل في الباب
مما سواه على ان صاحب البدائع لم يدع
نقل ذلك صريحا عن ابي حنيفة بل فهم
من تعريف المنقول عنه حيث قال
لما مر في حد الفقه الخ وفي فهمه ذلك
نظر ظاهر فان المنتهى للكل هو الفقيه
المطلق الذي يكون صاحب مذهب
مستقل وانما التجزي يوجب جواز اجتهاد
متجزئ لما يتعلق بالجزئيات التي فيها
اجتهاده فالمنتهى للكل ليس شرطا

اور نہ کہنا کہ یہی ہمارے ائمہ کا قول ہے۔ یہ
ابن امیر حاج کی صریح نقل ہے نہ یہ کہ انکے
کسی قول سے یہہ بات نکالی گئی ہو جیسے صاحب
بدائع (علامہ تفتازانی) نے عدم جواز تجزی
اجتہاد فقیہ کی تعریف ہی سے نکال لیا ہے۔
پر یہہ کہدیا کہ یہہ امام ابو حنیفہ سے منقول
ہے حالانکہ ایک امر کا ایک شخص سے صریح
طور پر منقول ہونا اور ہے اور اسکا اسکی کلام
سے مفہوم و ماخوذ ہونا اور ہے۔ اور اگر
وہ بات امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول
ہوتی تو افضل المتاخرین (ابن الہمام)
اپنی تحریر مین یہہ نہ کہتے کہ تجزی اجتہاد
ہی حق ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا
خلاف عدم تجزی اجتہاد باطل ہے علاوہ
اسکے صاحب بدائع (علامہ تفتازانی) نے
اسبات کو امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول

ہونے کا خود دعوی نہین کیا بلکہ ان کی کلام سے اس کے مفہوم ہونیکا دعوی کیا ہے
چنانچہ کہا ہے کہ یہہ اسلئے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مجتہد کی تعریف یہہ منقول ہے (جو
اوپر مذکور ہوئی) اور اس بات کے مفہوم ہونے مین ظاہر اعتراض ہے اسلئے کہ جو تعریف
مجتہد مین کل مسایل کے لئے تیار ہونا بیان ہوا ہے یہہ مجتہد مطلق کی تعریف ہے جو صاحب
مذہب مستقل ہو (نہ بعض مسایل مین مجتہد کی جسکا صرف بعض مسایل مین ہونا وہ اجتہاد

للمجتهد مطلقا بل المجتهد المطلق دون المقيد - والمجتهد المقيد بمسايل عديدة مقلد للمجتهد المطلق فيما ليس له فيه يد على الاجتهاد على حاصر جوا فتسمية من فرض كونه مجتهدا مقيدا في الحد بالمقلد في قوله وان المقلد يجوز عليه بعض الاحكام عن الادلة اغنى عنه مطلق الاجتهاد بل الاجتهاد المطلق - (دراسات اللبيب)

کرتا ہے) تیار رہونا ضروری ہے -

اِس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد مطلق (جو سبھی مسایل مین مجتہد و صاحب مذہب ہو) کے لئے کل مسایل کے لئے تیار رہونا شرط ہے نہ مجتہد مقید کے لئے جو بعض مسایل مین اجتہاد کرتا ہے یہ مجتہد مقید بعض مسایل مین جنہین اُسکے اجتہاد کو دسترس نہ ہو دوسرے امام کا مقلد یہی ہوتا ہے پس اسکو ان مسایل کی نظر سے مقلد کہنا اسکے مجتہد ہونے کو (ان مسایل مین جنہین وہ خود اجتہاد کرتا ہے) نہین مٹاتا -

اِن شواہد سے ہمارا دعوی دوم و چہارم ثابت ہوا - اور دعوی اول و سیوم پہلے ثابت ہو چکا ہے - اِن چارون دعاوی کے ثبوت و دلایل سے محقق ہوا کہ ادلہ تو ظاہر و نصوص پر عمل کرنا اجتہاد نہین ہے اور اگر اسکو اجتہاد ہی مانا جاوے تو پھر مجتہدین کے سوائے اور علما کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے اور باتفاق جمہور علماء اجتہاد و تقلید مین تجزی جایز ہے - وبناءً علیہ جایز اور ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسایل مین (جنکا وہ ماخذ اور اصل کتاب و سنت سے نہ جانتا ہو) کسی مجتہد کا مقلد ہو اور بعض مسایل مین (جنکو آیات و حدیث سے جانتا ہو) مجتہد ہو اِن بیان سے (جو صفحہ ۳ سطر ۲ سے شروع ہوا ہے) اُن اقوال کا جو شواہد جواب اول کے مقابلہ مین پیش کئے گئے تھے جواب پورا ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہوا کہ عمل بظاہر حدیث و قرآن اجتہاد نہین ہے

شاید اسپر کوئی اعتراض کرے کہ اجتہاد کا زمانہ تو گذر چکا ہے اس زمانہ مین اجتہاد (گو بعض مسایل مین ہو) کب ممکن ہے اور مسئلہ جواز تجزی اجتہاد صحیح بھی ہو تو اسوقت کے لوگون کو

(327)

اِس سے علاقہ کیا حلوے خوردن را روے باید مشہور مثل ہے -

اِس کے جواب مین ہمسے پہلے علماء نے بہت بسط و تفصیل سے بحث کی ہے اور یہہ بات ثابت کر دکہائی ہے کہ پچہلے زمانہ مین پہلے زمانہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے وسایل سہل موجود ہین - ہم اس مقام مین اُنہین اکابر کی کلام کو نقل کر دینا کافی سمجہتے ہین -

علامہ ہارون حنفی کتاب ناظورۃ الحق مین فرماتے ہین - اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ جو بیان ہوا ہے (کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا جایز ہے اور یہہ فقہاء کے اقوال پر عمل کرنیسے سہل و آسان ہے) اس بیان کے مخالف ہے جو علماء نے بتصریح کہا ہے کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص ایک زمانہ دراز سے تمام ہو چکے ہین (اب) مقلد کے لئے مجتہد کا قول دلیل ہے اور اسکو اپنے مذہب پر مضبوط رہنا واجب ہے - اور مذہب سے اجتہاد اور دلیل کے سبب انتقال کرنیوالا گناہگار ہے جسپر تعزیر واجب ہے تو بلا دلیل و اجتہاد بطریق اولی گناہگار ہوگا - کتاب خلاصہ کے مولف نے کہا ہے جب قاضی کسی مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرکے کسی مقدمہ مین حکم لگا دے اور پہر ظاہر ہو کہ مذہبی روایت کی رو سے حق اسکا خلاف ہے تو مدعی علیہ کو قاضی اور مدعی دونون پر قیامت کو دعوی ہوگا قاضی پر اسلئے کہ اجتہاد کے لایق نہ تہا اور مدعی پر اسلئے کہ بیگانہ مال لینے مین گنہگار ہے

فان قیل ھذا البیان ینافی ما صرحوا بان عصر الاجتہاد قد مضی واھلہ قد انقرض منذ زمان طویل وانقضی وان دلیل المقلد قول المجتہد ویجب الصلابۃ فی المذھب والمنتقل من مذھبہ باجتہاد وبرھان اثم یجب علیہ التعزیر وبدونھما اولی - قال صاحب الخلاصۃ من الحنفیۃ ان القاضی اذا قاس مسئلۃ علی اخری وحکم فظھر ان الحق بخلافہ فالخصومۃ للمدعی علیہ یوم القیمۃ علی القاضی والمدعی لان القاضی اثم بالاجتہاد لانہ لیس من اھل الاجتہاد - والمدعی اثم باخذ المال قال الغزالی من الشافعیہ فی احیاء العلوم ومن لیس لہ رتبۃ الاجتہاد وھو حکم

اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے جسکو رتبہ اجتہاد حاصل نہ ہو (چنانچہ اس زمانہ

اهل العصر انما يفتي فيما يسئل عنه
ناقلا عن صاحب مذهبه فلو ظهر له
ضعف مذهبه لم يجز له ان يتركه
وليس له الفتوى بغيره وما يشكل عليه
يلزمه ان يقول لعل عند صاحب
مذهبي جوابا عن هذا فاني لست مستقلا
بالاجتهاد في الشرع وقال ابو العباس
القرطبي من المالكية في شرح مسلم
المجتهد ضربان المطلق وهو المستقل
باستنباط الاحكام من ادلته فهذا لا شك
في انه اذا اجتهد ماجور ولكن يعسر
وجوده بل العدم في هذه الازمان
وثانيهما مجتهد في مذهب امام وهذا
غالب قضاة العدل في هذا الزمان
وشرط هذا ان يتحقق اصول امامه
وادلته وينزل عليها احكامه فيما لم
يجده منصوصة في مذهب امامه واما ما
وجده منصوصا فان لم يختلف قول
امامه عمل على ذلك النص وقد كفى
مؤنته البحث والاولى به تعرف

کے لوگون کا یہی حکم ہے) وہ جب کسی مسئلہ
سے سوال کیا جاوے اپنے امام کا مذہب
نقل کردے - اسکو اپنے امام کا مذہب ضعیف
بہی معلوم ہو تو اسکو نہ چہوڑے اور اس کے
سوائے دوسرے کے مذہب پر فتوی نہ دے اور جو مسئلہ
اسکو مشکل (مخالف دلیل) معلوم ہو اسمین
یہہ کہے شاید اسکا کوئی جواب ہوگا مین مجتہد
مستقل نہین ہون کہ اسکو جانون قرطبی مالکی
نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے - مجتہد دو قسم
ہین ایک مجتہد مطلق جو دلایل سے احکام نکالنے
مین مستقل ہو - اسمین شک نہین کہ ایسا مجتہد
مستحق اجر ہے ولیکن اسکا وجود مشکل بلکہ اس
زمانہ مین معدوم ہی دوسرا مجتہد فی المذہب
جو کسی امام کے مذہب مین اجتہاد کرتا ہے
چنانچہ اکثر قاضی اس زمانہ کے ایسے ہی ہوتے
ہین اسکی شرط یہہ ہی کہ یہہ اصول و دلایل امام
کو خوب جانے اور ان سے ان احکام
کو نکالے جو صریح طور پر امام کے مذہب نپاوے
اور جس حکم کو صریح طور پر امام کے مذہب مین
پاوے اسمین اگر اختلاف روایت نہ ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وجه ذلك واما ان اختلف قول امامه
فهناك يجب عليه البحث في الاولى من
القولين على اصول امامه انتهى
وقد اختلف اراء المتاخرين من اصحاب
الشافعي في ان الغزالي وشيخه
ابو المعالي الجويني والروياني من اصحاب
الوجوه في المذهب ام لا - مع قول الروياني
لو ضاعت نصوص الشافعي لاملتها
من صدري ولما ادعى السيوطي
على راس المائة العاشرة قام معاصروه
ورموه عن قوس واحد وانكروا عليه
دعواه وكتبوا اليه مسايل اطلق اصحابه
فيها وجهين وطلبوا منه الترجيح على
قواعد الاجتهاد فرد السوال من غير
جواب واعتذر بان له شغلا يمنعه
عن النظر فيه فاذا ظهر نزول هولاء
وتقصيرهم عن هذا القدر فكيف من دونهم
باكثر من ذلك

تو اسکو عمل مین لاوے اور بحث کی مشقت
سے نجات پاوی - اور اگر اسکی دلیل و وجہ
کو جان لے تو یہہ بہتر ہے اور جس حکم مین
امام کے دو مختلف قول پاوے اسمین
دونون اقوال سے اولی قول کی بحث
و کرید کو واجب خیال کرے متاخرین شافعیہ
کا اسمین اختلاف ہی کہ امام غزالی اور انکا
اوستاد ابو المعالی امام جوینی اور رویانی
شافعی مذہب ہین مجتہد محتمل قول امام کے
وجوہات بیان کرنیوالے ہین یا نہین -
باوجودیکہ رویانی نے یہہ کہہ رکہا ہے کہ اگر
امام شافعی کے سبہی اقوال جاتے رہین تو
مین انکو اپنی یاد سے لکہدون اور جب امام
سیوطی نے دسوین صدی کے سرے پر
مجتہد ہونیکا دعوی کیا تو اسکے ہمعصر
مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور اسکو ایک
کمان کا نشانہ بنایا اور اسکے دعوی کو نمانا
اور انکی طرف کئی مسایل جو شافعی مذہب
مین دو طرح پر بیان کئے گئے تہے لکہکر بہیجے اور بقواعد اجتہاد کسی ایک وجہ ترجیح کے خواستگار ہوئے
امام سیوطی نے ان مسایل کو واپس کیا اور کسی شغل کے بہانہ سے اسکے دیکہنے سے عذر کیا -
جب ایسے لوگون کا اس رتبہ سے نیچے ہونا اور قاصر رہنا ظاہر ہوا تو پہر انسے نیچے والونکا کیا حال

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

قلت الادلة الدالة على وجوب التمسك بالكتاب والسنة والاجماع والقياس عامة لما تفيده من الحكم من غير تخصيص بشخص دون شخص وعصر دون عصر ولا يجوز العدول عن مقتضاها الا لضرورة العجز مقدرا بقدرها ولذلك صرح غير واحد من العلماء ان الاجتهاد فرض دائم وحق قائم الى قيام الساعة وانقراض هذه النشاءة ودعوى انقراض عصر الاجتهاد وانقضاء اهله تقول لا دليل عليه قال محمد بن عبد الكريم الشهرستاني في كتاب الملل والنحل النصوص متناهية والوقائع غير متناهية - وما لا يتناهى لا يضبطه ما يتناهى فالاجتهاد والقياس واجب الاعتبار حتى يكون بعد كل حادثة اجتهاد - وكلام الغزالي على سبيل الالزام على معاصريه في خوضهم على المناظرات طلبا للجاه والمال - وقد صرح صاحبه احمد بن علي بن برهان بان العامي

(اسکے جواب مین) مین (مولف ناظورہ) کہتا ہون کہ قرآن وحدیث وغیرہ دلایل شرعیہ سے تمسک کرنیکی دلایل ہر ایک کو اس تمسک کی اجازت دیتے ہین کسی شخص اور کسی زمانہ کو اس سے خاص نہین کرتے ان دلایل کے مقتضا سے عدول کرنا بجز حالت ضرورت جسکی حد زمانہ ناواقفی ہے جائز نہین اسی نظر سے بہت سے علماء نے صاف کہا ہے کہ اجتہاد دائمی فرض ہے اور قیامت تک رہنے والا ہے اور یہہ دعوی کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص تمام ہوئے محض بناوٹ ہے جس پر کوئی دلیل نہین - محمد بن عبد الکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین کہا ہے کہ آیات واحادیث محدود ہین اور احکام کے موقع غیر محدود اور محدود سے غیر محدود کا انضباط مشکل ہے - اسلئے اجتہاد کا اعتبار ضروری ہوا تاکہ ہر ایک موقع پر اجتہاد کام آوے - اور جو امام غزالی نے اس اجتہاد کو اپنی زمانہ سے

تہایا ہے یہہ ان لوگون کے الزام کے لئے تہا جو انکے وقت دنیا ومال کے لئے جہگڑے کرتے تہے انکے

لا یلزمہ التقلید بمذھب و وجہ النووی وکلام القرطبی فی المجتہد المطلق کاصحاب المذاھب المتبوعۃ وکلام الخلاصۃ محمول علیہ والاول کلامھم قطعی علی امتناع وجودہ بل علی عدمہ وجدانا فی ثلث الاوقات ومبنی علی الاستقراء الناقص فحسب ومایدریھم باحوال البلدان النائیۃ والازمان الاتیۃ۔

ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ولا یلزم من عدم کون الغزالی و الجوینی والرویانی والسیوطی مجتہدین ان لا یکون مجتہد غیرھم لو سلم انھم لم یبلغوا رتبۃ الاجتھاد وقد قال ابن الرفعۃ اختلفا شان فی ان ابن عبد السلام وابن دقیق العید بلغا رتبۃ الاجتھاد انتھی وابن عبد السلام من رجال المائۃ السابعۃ وابن دقیق العید مات سنۃ اثنین وسبع مائۃ وابن الھمام لیشاء

شاگرد احمد بن علی نے صاف کہا ہو کہ عامی کو کسی مذہب کی تقلید لازم نہین ہے اور اسی کو امام نووی نے ترجیح دی ہے۔ اور جو قرطبی نے کہا ہے وہ مجتہد مطلق کی نسبت ہو اور خلاصہ کا قول بھی اسی پر محمول ہے۔

اور انکی کلام مین وجود مجتہد کا محال ہونا ہرگز نہین پایا گیا ہان اس زمانہ مین مجتہد کا موجود نہونا انکی کلام مین پایا جاتا ہے جو انکے تفحص تلاش پر مبنی ہے انکو دور دراز کے شہرون اور آیندہ زمانون کا حال کیا معلوم ہے۔ شاید خدا انکے بعد کوئی اور امر پیدا کرے۔ اور غزالی و جوینی و رویانی و سیوطی کے مجتہد نہونے سے اگر اسکو مان بھی لیا جاوے) یہ لازم نہین آتا کہ انکے سوائے اور کوئی مجتہد نہو۔

ابن الرفعہ نے کہا ہے اس بات مین دو شیخون کا بھی اختلاف نہین ہو کہ ابن عبد السلام اور ابن دقیق العید رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین ابن عبد السلام ساتوین صدی کا آدمی ہے اور ابن دقیق العید سات سو دو ہجری مین فوت ہوا اور ابن الہمام کی رائے اسکو کچھ کم نہین ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

بدون شانهما بل هو احق بذلك منهما
ومعنى قولهم دليل المقلد قول المجتهد
ان العاجز عن فقه الدليل الشرعي المضطر
الى التقليد ليس عنده دليل يرجح الفعل
على الترك او بالعكس سوى قول
المجتهد الذي يقلده وينتحل رايه وليس
معناه ان غير المجتهد يجب عليه تقليد
غيره ولا يجوز له التمسك بالادلة وقد
عرفت انه ليس من ضرورة ان لا يكون
الرجل مجتهدا ان يكون مقلدا —
وما نقل بعضهم في كتاب تحرير الاصول
من انه انعقد الاجماع على عدم العمل بمذهب
مخالف للائمة الاربعة لا يصح اصلا فان
المذكور في التحرير ما نقله عن الكتاب
البرهان لابي المعالي الجويني ان اجماع
المحققين على منع العوام من اعيان تقليد
الصحابة بل عليهم اتباع الذين سبروا
ووضعوا ودونوا — ثم قال وعلى هذا
ما ذكره بعض المتاخرين يعني ابن الصلاح
منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم
وتقييد مسائلهم وتخصيص

وہ ان دونون سے مجتہد ہونیکے لئے زیادہ
لایق ہے اور جو اونہون نے کہا ہے مقلد
کے لئے قول مجتہد دلیل ہے اسکے معنی یہ ہین
کہ جب کوئی دلیل شرعی سے عاجز ہو کر تقلید
ہی کرنیکو لاچار ہوا اسکے لئے بجز قول مجتہد جسکو
وہ تقلید کرتا ہے اور اسکی راے لیتا ہے اور
کوئی دلیل نہین ہے اور اسکے معنی یہ نہین
کہ جو مجتہد نہو اسکو غیر کی تقلید واجب ہے اور
دلایل سے تمسک ناجایز۔ اور یہہ تم پہلے جان
چکے ہو کہ جو مجتہد نہو اسکے لئے ضرور نہین ہے
کہ وہ مقلد ہی ہو جاوے۔
اور جو بعض لوگون نے تحریر ابن الہمام سے
نقل کیا ہے کہ چارون مذہب کے مخالف عمل نکرنے
پر اجماع ہو چکا ہے یہ ہرگز صحیح نہین ہے
تحریر مین تو صرف اس قدر ہے جو اس نے کتاب
برہان سے نقل کیا ہے کہ محققون کا اسپر
اجماع ہے کہ عوام لوگ صحابہ کی تقلید نکیا کرین
ان پر ان لوگون کا اتباع واجب ہے جنہون نے
خوض کر کے مسایل کو بنایا اور کتابون مین جمع
کیا پہر کہا اسی بنا پر ابن الصلاح نے مذاہب
اربعہ کے سوائے اور مذاہب کی تقلید سے منع کیا ہے

(330)

عمومها ولم يدر مثلها في غيرهم لانقراض اتباعهم انتهى۔

قال ابن امير الحاج في شرحه وحاصل هذا انه امتنع تقليد غير هؤلاء لتعذر نقل مذهبهم وعدم ثبوت حق لثبوت لا لانه لا يتقلد غيرهم ومن ثم قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام لا خلاف بين القولين في الحقيقة بل ان تحقق ثبوت مذهب عن واحد منهم جاز تقليده وفاقا والا فلا وقال ايضا اذا صح عن بعض الصحابة مذهب في حكم من الاحكام لم يجز مخالفته الا بدليل اوضح من دليله انتهى۔

فانظر الى هذا الناقل كيف افترى بهتانا عظيما واثما مبينا وقال انعقد الاجماع۔ وحمله على الاجماع الشرعي احد الائمة الاربعة وتعصب على الحق ثم نسبه الى ابن الهمام وانما هو نقل عن غيره اتفاق من وصفه

کیونکہ صرف انکے مذہب میں انضباط پایا جاتا ہے اور مسایل کا عام ہونا اور خاص ہونا اور بلا قید و مقید ہونا سب بیان ہو چکا ہے جسکی نظیر اور مذاہب مین پائی نہین جاتی کیونکہ انکے اتباع و انصار گذر چکی ہین۔

ابن امیر حاج نے شرح تحریر مین کہا ہے کہ اسکا حاصل یہہ ہے کہ غیر مذاہب کی تقلید اسلئے منع ہے کہ انکے مذہب کی ٹہیک ٹہیک نقل نہین ملتی نہ یہ کہ انکے سواے کسی اور کی تقلید جایز ہی نہین ہے۔ اسی لیے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے فرمایا ہے کہ ان دونون اقوال مین درحقیقت اختلاف نہین ہے بلکہ اگر اور امامون مین سے کسی کا مذہب بتحقیق ثابت ہو تو اسکی تقلید بھی بالاتفاق جایز ہے اگر ثابت نہ ہو تو نہین اور یہہ بھی شیخ نے کہا ہے کہ جب بعض صحابہ کا کسی حکم مین کوئی مذہب ثابت ہو تو اسکی مخالفت بھی جایز نہین ہے مگر ایسی دلیل کے لحاظ سے جو اس مذہب کی دلیل سے واضح ہو کلام شیخ تمام ہوا۔

پس تم دیکھو اس ناقل مضمون تحریر نے کیسا بہتان باندھا اور کہدیا کہ ایمہ اربعہ کے مذہب کے سواے اور مذاہب کی تقلید ناجایز ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اور اس اجماع کو اجماع شرعی بتایا پہر اسبات کو

ذلك المعنى بالتحقيق والله اعلم به
وقد اعترض عليه بان ذلك لا يوجب
تقليد الاربعة فحسب لا من عداهم
جمهور مسلمون لم يكن اكثر ولا يجب
اتباعهم - والحق انه لا يصح هذا النقل
اصلا لما من من الادلة ونصريحات
الامامية وكيف يصح هذه الدعوى
وانى وقع هذا الاجماع بل الاجماع على
خلافه وقد صرح ابن الهمام نفسه
فى فتح القدير وغيره ما ينافيه
قال فى فتح القدير لا دليل على وجوب
اتباع المجتهد المعين بالتزام نفسه
ذلك بل الدليل اقتضى العمل
بقول مجتهد فيما احتاج اليه لقوله
تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم
لا تعلمون - والسوال انما يتحقق عند
الحادثة المعينة وحينئذ اذا ثبت
عنده قول المجتهد وجب العمل به
والغالب ان مثل هذه يعنى منع

ابن الہمام کیطرف نسبت کیا اور درحقیقت
ابن الہمام نے دوسرے شخص سے عوام کے لئے
مذاہب صحابہ پر عمل کرنیکے ممانعت پر خاص
اُن لوگوں کا اتفاق جسکو وہ محقق قرار دیتا ہے
نقل کیا ہے پہر اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس
اتفاق سے چار اماموں کی خصوصیت تقلید
ثابت نہیں ہوتی - کیونکہ اُن کے سوائے
اور اماموں نے بھی خود من تصنیف کی ہے
گو کثرت سے نہو اور حق یہ ہے کہ یہ نقل کیجیے
سے صحیح نہیں ہے اور یہ دعوی کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے اور یہ اجماع کہاں ہے اجماع تو
اسکے خلاف یہ ہے ابن الہمام نے خود فتح القدیر
میں اسکا خلاف بتصریح کہا ہے کہ مجتہد معین
کی تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل
نہیں دلیل یہی چاہتی ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید
بوقت حاجت کرے چنانچہ اس آیت میں ہے
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو اور یہ
سوال کسی خاص موقع پر پایا جاتا ہے اور اسوقت
جب سایل کو کسی مجتہد کا قول ثابت ہو اسپر
عمل لازم ہے حالانکہ یہ جو لوگوں نے کہا ہے
کہ ایک مذہب سے دوسرے کیطرف انتقال منع ہے یہ لوگوں کو رخصتوں اور آسان باتوں

بجواب اس شبہ کی اس قضیہ میں کلام ہے جو ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبرہ امطبوعہ مرتسر میں لکھ چکے ہیں -

واخذ العامی فی کل مسئلة بقول مجتهد
اخف علیه۔
وانا لا ادری ما یمنع من هذا من
النقل والعقل فکون الانسان یتبع
ما هو اخف علی نفسه من قول مجتهد
مسوغ له الاجتهاد ما علمت من الشرع
زمه علیه وکان صلی الله علیه وسلم
یحب ما خفف علی امته اه قال
القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم
فله ان یقلد من شاء من العلماء
بغیر حجر واجمع الصحابة رض ان من
استفتی ابا بکر وعمر وقلدهما فله
ان یستفتی ابا هریرة ومعاذ بن جبل
وغیرهما ویعمل بقولهم من غیر نکیر
فمن ادعی رفع هذین الاجماعین
فعلیه البیان او الدلیل هذا کلامه
وقد ضبط وسبر مذهب جماعة
من الائمة سوی الاربعة ولهم اصحاب
ینتحلونه واتباع یعملون به الی ان یسرد
اسماءهم واسماء من تبعهم منهم
عبد الله بن عباس رضی الله عنه

کے تلاش کرنیسے روکنے کیلئے کہا ہے
مگر مین (ابن الہمام) نہین جانتا کہ اس سے
عقل یا شرع کی طرف سے کونسا مانع ہے
بلکہ انسان کا آسان بات کی تابع ہونا
شرع کے رو سے منع نہین ہے۔ اور
آنحضرت صلعم اپنے امۃ کے لئے تخفیف
کو درست رکہتے۔ قرافی نے کہا ہے
اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو اسلام لاوے
وہ جس عالم کی چاہے بلا روک تقلید
کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع تہا کہ جو ابوبکر رض
و عمر رضی اللہ عنہ سے مسایل پوچہے اور ان کی
تقلید کرے وہی ابوہریرہ رض و معاذ بن جبل رض
وغیرہ سے مسایل پوچہے اور بلا انکار انکے
اقوال پر عمل کرے۔ پس جو ان دونون اجماعون
کے اٹہانیکا مدعی ہو اسپر دلیل یا بیان
لازم ہے
اور ضبط و خوض جو آئمہ اربعہ کے مذاہب
مین بتایا گیا ہے اور امامون کے مذاہب
مین بہی پایا جاتا ہے انکے اتباع بہی موجود
ہین جو انکے راے لیتے ہین اور اسپر عمل
کرتے ہین پہر ان امامون کا اور انکی اتباع کا

وسفيان الثوري - وابي ثور وداؤد
بن علي الظاهري ومحمد بن جرير الطبري
وابي بكر محمد بن خزيمة وتقي بن مخلد
القرطبي واسحق بن راهويه تركنا
التفصيل مخافة السامة والتطويل
ثم قال فكيف يصح دعوى هذا الاجماع
ومعنى وجوب الصلاة في المذهب
وجوب الثبات على الطريقة الثابتة
عن النبي صلعم والصحابة والتابعين
ومن بعدهم من ايمة الدين والسلف
الصالحين على ما بيناه - لا التقليد
بفتوى فقيه واحد والتعصب له
على صاحبه من غير قيام دليل
يوجب ذلك ومن يتعصب لواحد من
الايمة دون البواقي ويرى ان قوله
هو الصواب ويجب اتباعه ورد غيره
وان ظهرت قوته ونهضت حجته فهو
ضال جاهل بمنزلة من يتعصب
لواحد من الصحابة كالروافض والخوارج
والنواصب وغيرهم من اهل البدع والاهواء
وقال الرافعي وغيره لا واجب الا ما اوجبه الله

علامہ ہارون نے نام لیا ہے از انجملہ عبداللہ
بن عباس اور سفیان و ابو ثور و محمد بن جریر
طبری و ابن خزیمہ و قرطبی و اسحاق بن
راہویہ ہمنے ان لوگون کی تفصیل حال کو
خوف تطویل و ملالت ناظرین سے ترک
کر دیا ہے پہر علامہ ہارون نے کہا ہے
کہ ایسی حالت مین انکا دعوی اجماع کیونکر
صحیح ہے اور مذہب پر ثابت رہنے کے
معنی یہہ ہین جو آنحضرت و اصحاب و تابعین
اور انکے پچھلے آیمہ دین اور سلف صالحین
سے ثابت ہوا اسپر قایم رہے نہ یہ کہ کسی
ایک فقیہ کے فتوی سے قید ہو رہے اور
اسکے لئے بلا دلیل تعصب کرے جو کوئی ایسا
تعصب کسی ایک امام کی پیروی مین کرے
اور اسی کے قول کو صواب اور اسکے اتباع
کو واجب جانے اگرچہ اسکے خلاف کی
قوت معلوم ہو وہ گمراہ اور جاہل ہے
جیسے وہ شخص جو کسی ایک صحابی کے اتباع
مین تعصب کرتا ہے جیسے روافض اور خوارج
اور نواصب کا حال ہے امام رافعی نے کہا ہے واجب
وہی ہے جو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو۔

ودواؤد ظاہری

باقی آیندہ

ولم يوجب الله ورسوله على احد من الناس
ان يتمذهب بمذهب رجل من الائمة
فيقلده في دينه كل ما يأتي منه ويرد غيره
على ان ابن حزم قال اجمعوا انه لا يحل لحاكم
ولا مفت تقليد رجل فلا يحكم ولا يفتي
الا بقوله انتهى - قال ابن امير الحاج في
شرح التحرير وقد انطوت القرون الفاضلة
على عدم القول بذلك بل لا يصح للعامي
مذهب ولو تمذهب به لعدم تأهله
وليس له نظر وبصيرة بالمذهب على حسنه
ولا يعرف فتاوى امامه واقواله ودعواه
بانه حنفي او شافعي كقوله انا فقيه او نحوي
وكيف يصح له الانتساب بالدعوى المجردة
من الحجة والقول الفارغ من المعنى من
كل وجه هذا كلامه - وكيف يتخيل
صحة ذلك والكلمة الشايعة بين الامة
من قولهم اتفاقهم حجة قاطعة واختلافهم
رحمة واسعة تشهد عليه بخلافه ويحكم
بغير مراده فانه لو جعل اتباع الواحد واجبا
وتقليده لازما يكون تضييقا وان تضييق وفي
اتباع الناس للعلماء على التوزيع ليس فيه شيء

اور خدا اور رسول نے کسی پر واجب نہیں کیا
کہ اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کو
اختیار کرے۔ اور ون کے اقوال کو رد کرے
ابن حزم نے کہا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ کسی
حاکم اور مفتی کو ہر حکم و فتوی میں ایک ہی مجتہد
کی تقلید حلال نہیں۔ ابن امیر حاج نے کہا ہے
کہ افضل زمانہ کے لوگ اسی پر گذرے ہیں بلکہ
عامی کا کوئی مذہب (اختیار بھی کرلے تو)
صحیح نہیں ہے۔ نہ اوسکو مذہب میں نظر و
بصیرت نہ امام کے اقوال و فتووں کی خبر
اسکا یہہ دعوی کہ میں حنفی ہوں یا شافعی
ایسا ہے کہ میں مجتہد یا نحوی ہوں صرف دعوے
سے کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے۔ یہہ ابن امیر الحاج کا کلام
ہے اور عامی کے لئے ایک مذہب کا لازم
ہونا کیونکر صحیح خیال کیا جا سکتا ہے جس حالت
میں یہہ مشہور بات کہ اتفاق امت دلیل قطعی
اور اختلاف رحمت ہے" اس کے خلاف پر شاہد
ہے کیونکہ اگر ایک امام کا اتباع واجب ہو تو
لوگوں کو تنگی ہوتی ہے اور کیسی کچھ تنگی
اور لوگوں کو علماء کے پیروی تقسیم کے ساتھ

من التخفيف والتوسيع وانما يحصل التوسع
بجواز اتباع كل لكل في المسئلة الخلافية
التي سوغ فيه الخلاف - قال ابو يزيد
البسطامي اختلاف العلماء رحمة الا في
تجريد التوحيد ذكره القشيري في رسالته -
وقال الشيخ محي الدين رح في الفتوحات
وبحمد الله جعل ذلك رحمة لنا لولا ان
الفقهاء حجرت هذه الرحمة على العامة
بالزام مذهب شخص لم يعينه الله ورسوله
ولا دل عليه كتاب ولا سنة صحيحة ولا ضعيفة
ومنعوا ان يطلب رخصة في مذهب عالم
آخر اقتضاه اجتهاده وشددوا في ذلك
ثم قال والذي وسعه الشرع لهذه الامة
بتقرير حكم المجتهدين ضيقه عوام الفقهاء
بربط الرجل بمذهب خاص لا يعدل عنه
الى غيره والحجر عليه ما لم يحجر الشرع واما
الائمة مثل ابي حنيفة ومالك واحمد بن حنبل
والشافعي رحمهم الله تعالى فحاشاهم
عن ذلك ما فعله واحد منهم قط ولا نقل
عنهم انهم قالوا لاحد اقتصر علينا وقلدني
فيما افتيت به بل المنقول عنهم خلاف هذا انتهى -

کہ یہہ فلانے کا پیرو ہے اور یہ فلانے کا کچھہ
تخفیف و سہولت نہین رکہتی - سہولت تو اسمین
ہے کہ ہر کسیکو ہر کسی کی پیروی (اون مسایل
مین جنمین اختلاف علماء جایز ہے) جایز ہو -
ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے علماء کا اختلاف رحمت
ہے (بجز مسئلہ توحید کو خالص کرنیکی) اسکو امام
قشیری نے نقل کیا ہے - شیخ محی الدین بن عربی نے
فتوحات مین کہا ہے خدا کا شکر ہے کہ یہہ اختلاف
علماء ہمارے لئے رحمت ہوا اگر اس رحمت کو فقہا ایک
شخص کی پیروی (جسکو خدا نے مقرر نہین کیا)
لازم ٹہراکر اور لوگون کو شرعی رخصتون کی پیروی
سے مانع ہوکر بند نہ کردین - پہر فرمایا جس امر کو شرع
نے فراخ کیا ہے فقہا نے اوسکو ایک مذہب کی قید
اور اس روگ لگانیسے (جو شرع نے ان پر نہین لگائے)
بند کردیا ہے - امامون ابو حنیفہ و مالک و احمد و
شافعی نے یہہ کام ہرگز نہین کیا اون سے کہین
منقول نہین ہے کہ اونہون نے کسیکو کہا ہو
کہ ہمارے ہی قول کے پابند رہو اور نہ یہہ کہا ہے
کہ ہر بات مین جو ہم فتوی دین ہماری تقلید کرلو
اون سے تو اس کا خلاف منقول ہے ابن العز نے
کتاب تنبیہات مین کہا ہے جو ایک امام کے لئے

(307)

قال ابن العز في التنبيهات على مشكلات الهداية من يتعصب لواحد معين غير الرسول ويرى أن قوله هو الصواب الذي يجب اتباعه دون غيره فهو جاهل بل ضال يستتاب فان تاب والا قتل لجعله بمنزلة النبي المعصوم هذا كلامه وبالجملة لا يكون ان يوجد دليل يوجب على احد من احاد ابي حنيفة رحمه الله على احد من عرض قبله الشافعي رحمه الله العمل بمقتضى الادلة الشرعية والتمسك بالاصول الاربعة والاخذ بها ليس من الانتقال في شيء ولو سلم وفرض كون التشديدات المذكورة في كتب المتاخرين في حق المنتقل من مذهب الى اخر صحيحة فمحلها من ينتقل انتقالا كليا من غير برهان يدعوه الى ذلك او اعتقاد رجحان يحمله عليه بل مجرد التهاون وعدم المبالاة او اتباع هوى النفس وقضية الحكم كما قيل في المعروف بالبرهان ان الضوء انه كان حنفيا

تعصب کرے اور یہ سمجھے کہ اسیکا قول حق ہے اور اسیکا اتباع واجب ہے وہ جاہل ہے بلکہ کافر اس سے توبہ لیجاے وہ توبہ نکرے تو قتل کیا جاے کیونکہ اس نے اس امام کو پیغمبر کی جگہ پہنچا دیا ہے یہ ابن العز کا کلام ہے حاصل بحث کا یہ کہ ایسی دلیل کا جو احد پر ابو حنیفہ کی پیروی کو واجب کرے اور عمرو پر شافعی کی پیروی کو واجب کرے کہیں وجود نہیں ہے۔ پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت وغیرہ پر عمل کرنا انتقال مذہبی کے قسم سے نہیں اور اگر ہم ان سختیوں کو جو انتقال مذہبی پر فقہاء متاخرین کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں صحیح مان لیں تو بھی انکا محل وہ لوگ ہیں جو کسی مذہب کو بالکل بلا دلیل چھوڑ دیں اور محض سستی اور بے پرواہی و ہوائی نفس سے یہ کام کریں جیسا کہ ابن الہمام کی نسبت سے وقوع میں آیا ہے کہ وہ حنفی تھا پھر شافعی مذہب کیطرف انتقال کیا پھر حنفی ہو گیا جب لطیفہ وقت نے اپنے

+ ابن الہمام کا یہ ہمیں پسند و معتبر نہیں ہے۔ ہمکو اس سے اتفاق نہیں ہے ہمارے نزدیک ایسا تعصب کفر عملی و اجتہادی ہے جسکا کفر اعتقادی ہونا دلیل سے ثابت ہو جبتک قطعی دلائل سے ثابت نہ ہو کہ وہ تعصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں جانتا یا امام کو رسالت میں آنحضرت کا

انتقل الى مذهب الشافعي ثم تحول
حنفيا حين طلب الخليفة نحويا يعلم
ولده النحو ثم انه تحول شافعيا حين شغرت
وظيفة تدريس النحو بالنظامية لما شرط
صاحبها ان لا ينزل فيها الا الشافعي -
الى ان سرد اسماء من انتقل من مذهب الى
مذهب من الائمة الكبار من غير ذم احد
ولا انكار نحو ما فصلناه في الضميمة الثالثة
من المجلد الاول من اشاعة السنة فلا نحب
الاعادة والتكرار - ثم قال
فان قيل قد ذكروا ان الكتب الخمسة التي
هي اصول المذهب كالاخبار المتواترة او المشهورة
وان المتون كالنصوص وما سويها كاخبار
الاحاد فكيف يكون الامر على ما ذكرت
قلت تلك كلمة حق وانت تريد بها معنى
باطلا وذلك لان كون الكتب الخمسة كالاخبار
المتواترة او المشهورة في كونها ثابتة عن محمد بن الحسن

بیٹے کی تعلیم کے لئے نحوی اوستاد چاہا پھر شافعی
ہوگیا جب مدرسہ نظامیہ مین نحوی مدرس کا عہدہ
خالی ہوا جسمین بانی مدرسہ کے یہ شرط تھی کہ اسمین
بجز شافعی مدرس کے کوئی نہ رکھا جاویگا -
پھر علامہ ہارون نے اون اماموں کو تفصیل بیان کیا
جنہون نے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے
طرف انتقال کیا اور انپر کسیکا انکار نہ ہوا - اس
تفصیل کے مطابق جسکا بیان ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹
جلد ۱ مین ہوچکا ہے -
اس کے بعد کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ علماء نے کہا ہے
کہ پانچ کتابین تصانیف امام محمد بن حسن جو اصول
مذہب (حنفی) کہلاتے ہین متواتر یا مشہور حدیثون
کی مانند ہین اور متن کتب فقہ آیات قرآنی کی مانند
ہین اور اسکے سوای اور روایات اخبار احاد کی مثل
ہین پھر جو تمنے کہا ہے کہ مسلمان کسی ایک امام
کا مقلد نہ ہو رہے کچھ اپنا اجتہاد بھی کرے کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے تو اس کے جواب مین کہونگا کہ علماء کا

شریک سمجھتا ہے اور یہ امر اس کلمہ گو (جو منافق نہ ہو) کی نسبت تجویز نہین کیا جا سکتا اور حکم
قتل تو کفر اعتقادی و عنادی پر بھی مطلقاً لگایا نہین جا سکتا جبتک کہ وہ شروط متحقق نہ ہون جو
کفر قتل کفار کے لئے شرع مین مقرر ہین جنکی تفصیل ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد
مین ہے اور ان کا خلاصہ اشاعۃ السنہ نمبر (۹) جلد (۲) وغیرہ مذکور ہے -

(۳۵۴)

رحمه الله بالتواتر من الظهور مثل الاخبار
الغائبة عن محمد رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم لكن لا في كونها حقا البتة
ثابتة في نفس الامر معصومة عن الخطاء
احادها من الكذب والخطاء والريب يجب
العمل على كل احد وصل اليه الاخذ
به والعمل بموجبه كخبر الرسول الواجب
الاتباع اللازم الامتثال بأوامره ونواهيه
وليس معنى كون المتون كالنصوص انها مثل
آيات الكتاب واحاديث الرسول في القوة
وكونها قطعية يقينية بحيث يجزى بالجحود
في وجوب التمسك بها على كل احد و
تضليل المعرض عنها والعادل عن مقتضاها
بل لما كان وضع للمتون لجمع اقوال صاحب
المذهب حفظها دون غيرها فالمذكور
فيها بمنزلة صريح المذهب المعزى الى ابي حنيفة
رحمه الله قال ابو حنيفة رحمه الله -
وهذا الاعتماد بنا هذه على المتون التي
سنصنفها لها فيما سيتلى عليك وانما
الجدة في القرون المتأخرة فحملها
لكن نا صعابها غير ثقة مع

یہ قول توجہ ہے پیشتر اس نے اس سوء غلط سے
مراد لئے ہیں ان پانچ کتابوں کا متواتر یا مشہور
حدیثوں کی مانند ہونا اس معنی کر کہ وہ امام محمد
بن حسن سے بتواتر یا شہرت منقول ہیں جیسو کہ احادیث
صحیحہ (متواترہ) آنحضرت سو بتواتر منقول ہیں
اس معنی کر کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے وہ
حق ہے اور نفس الامر میں ثابت ہے اور کذب و خطا
سے محفوظ ہے اور اسمیں کسیکو شک کرنیکی مجال
نہیں ہے اور پھر کسیکو انکا ماننا اور ان پر عمل کرنا
واجب ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
پر عمل واجب ہے اور کتب فقہ کی متون آیات و
احادیث کی مثل ہونیکی یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ
قوت ثبوت اور قطعیت میں قرآن و حدیث
کی مثل ہیں تاکہ ان پر عمل و تمسک ہر ایک پر واجب
ہو اور اون سے اعراض گمراہی ہو۔ بلکہ معنی اسکی
یہ ہیں کہ جو اقوال صاحب مذہب ان میں مذکور
ہیں وہ صاف طور پر صاحب مذہب سے منقول
ہیں چنانچہ متن بنانے سے یہی غرض ہوتی ہے
کہ اس مذہب کی بانی کے اقوال اسمیں جمع کئے
جاویں و و و پھر جیسا اعتماد علماء کا ان متون
پر ہے عنقریب ہم آیندہ بیان کریں گے

ما يختلسون فيها من اقوال الشروح والفتاوى وغيرها۔

ثم ذكر بعض الامثلة لذلك وذكر اقوال العلماء في تقديم العمل بالنصوص على الآراء ثم قال واما حال الكتب المصنفة في الفقه والفتاوى وغيرها فهو على جملة اتفقت كلمة المتقدمين والمتاخرين عليها وان اختلفت عباراتهم فيها اما الاولون فعباراتهم لا يصح عزو ما في النوادر الى ابي حنيفة ولا ابي يوسف ومحمد رح الا اذا كان له اسناد متصل او وجد في كتاب مشهور معروف تداولته الايدي۔ واما الآخرون فقالوا لا يؤخذ بقول كل كتاب وان ما في المتون مقدم على ما في الشروح وهو مقدم على ما في الفتاوى وتفصيل المقام ان المسائل الفروعية في مذهبنا على مراتب الاولى مسائل الاصول وهي ظاهر الرواية وظاهر المذهب وهي التي اشتملت عليها تاليف محمد بن الحسن من الجامعين والسيرين والزيادات والمبسوط وهذه

جو پچھلے زمانون مین بنائے گئے ہین سو اس درجہ اعتماد سے کمتر ہین انکے مصنف ایسے ثقہ نہین پھر وہ ان متنون مین شرحون اور فتاوون وغیرہ سے بھی اقوال لے لیتے ہین اس کے بعد علامہ نے ان کم اعتبار متنون کے بعض مسائل کو بطور تمثیل بیان کیا اسکے بعد کہا کتب فقہ و فتاوی کے حالات پر متقدمین اور متاخرین علماء کے کلمات کا اتفاق ہے اگرچہ ان کے بیانات و عبارات مختلف ہین متقدمین تو یہ کہتے ہین کہ جو کتب نوادر مین ہو اسکو امام ابی حنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف و امام محمد کیطرف منسوب کرنا صحیح نہین ہے بجز اس روایت کے جسکی سند متصل ہو یا وہ کسی مشہور کتاب مین پائی گئی ہو۔ متاخرین نے یون کہا ہے کہ ہر ایک کتاب کی روایت لایق قبول نہین ہے اور جو متنون مین ہے وہ شرحون سے مقدم ہے"۔ اور جو شرحون مین ہے وہ فتاوون سے مقدم ہے"۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے مذہب (حنفی) کے فروعی مسایل کے تین درجہ ہین۔ درجہ اول مسائل اصول مذہب اور اسکو ظاہر الروایۃ اور ظاہر المذہب بھی کہتے ہین یہہ اصول مسائل وہ ہین جو امام محمد کی کتابون (جامع صغیر

(309)

المسائل التی اسندها محمد بن الحسن عن
ابی یوسف عن ابی حنیفة وصنف تلک
الکتب فی بغداد ثم تواترت عنه او
اشتهرت بروایة جمع کثیر وجم غفیر من
الصحابة قد بلغ عددهم مبلغاً لا یجوز
العقل تواطئهم علی الکذب والخطأ
وهلم جرا الی ان وصل الینا۔
الثانیة مسائل النوادر وهی غیر ظاهر
الروایة لانها لم تظهر کما ظهرت الاولی
ولم ترو الا بطریق احاد بین صحیح وضعیف
کالرقیات والکیسانیات والجرجانیات
والهارونیات من تصانیف محمد التی رویها
عنه الاحاد ولم یبلغ حد التواتر والشهرة
عنه والرقیات صنفها حین نزل رقة
مع الرشید وقاضیاً علیها والکیسانیات
رویها عنه شعیب بن سلیمان الکیسانی
والجرجانیات روی عنه علی بن صالح
الجرجانی من اصحابه وکتاب المنتقی للحاکم
مجموع کلامه فی غیر روایة الاصول
وفی حکمه ومن ذلک الامالی والجوامع
لابی یوسف رحمه الله وکتاب المجرد للحسن بن زیاد

وجامع کبیر دونو سیر زیادات - مبسوط) مین موجود ہین
یہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد بسند امام ابو یوسف
امام ابو حنیفہ سے لائے ہین - ان کتابون کو امام
محمد نے بغداد مین تالیف کیا اور وہ اون سے
تواتر یا شہرت کے ساتھہ منقول ہوئین -
درجۂ دوم مسائل نوادر یعنی وہ مسائل جو
ظاہر الروایات نہین اور وہ ان سے بطریق
شہرت مروی نہین ہوے ایک دو صحیح -
یا ضعیف اسناد سے مروی ہوئے ہین جیسے رقیات
(جنکو امام محمد نے زمانہ قیام مقام رقہ مین جب
وہ ہارون الرشید کے ساتھہ قاضی ہو کر وہان
گئے تہے) تصنیف کیا تہا) اور کیسانیات جنکو
امام محمد سے شعیب بن سلیمان کیسانی نے
نقل کیا ہے اور جرجانیات جنکو امام محمد سے
علی بن صالح جرجانی نے نقل کیا ہے اور حاکم
کی کتاب منتقی امام محمد کی اس کلام کا جو روایت
اصول کے سوای ہے مجموعہ ہے اور اسیکے حکم
مین - اور کتاب امالی وجوامع ابی یوسف بہی
اسی قسم سے ہین اور نوادر محمد بن سماعہ -
نوادر ابراہیم بن رستم - نوادر ہشام بن
عبید اللہ وغیرہ بہی ازانجملہ ہے -

رحمه الله ومنها الروايات المتفرقة كنوادر
محمد بن سماعة ونوادر ابن هيصم بن رستم
المروزي ونوادر هشام بن عبيد الله الرازي
وغيرهم - واما المختصرات التي صنفها
حذاق الائمة وكبار الفقهاء الاجلة
المعروفين بالعلم والزهد والفقاهة و
الثقة في الرواية كالامام ابي جعفر الطحاوي
وابي الحسن الكرخي والحاكم الشهيد المروزي
وابي الحسين القدوري ومن في هذه
الطبقة من علمائنا الكبار فهي موضوعة
لبيان ما قوي من مذهب جمع فتاوى المتأخرين
عنه فسئلتها المختلفات بمسائل الاصول وظاهر
الروايات في سقمها وثقة رواتها وثبت ما فيها
عند اصحابها بين متواتر ومشهور او ما
صحيحة الاسناد دونوا اكثرها عزيمة وتلقتها
علماء المذهب بالقبول منهم والثالث تلقتها
وتسمى الواقعات وهي مسائل استنبطها
المتأخرون من اصحاب محمد وابي يوسف
وزفر والحسن بن زياد واصحابهم وهلم
جرا مثل كتاب النوازل لابي الليث السمرقندي
جمع فيه فتاوى مشايخه ومشايخ شيوخه

اور جن مختصر کتابوں کو ماہر امامون اور
اکابر فقہاؤں نے جو علم و زہد و فقاہت
و ثقہ ہونے سے معروف و مشہور ہیں جیسے
امام طحاوی و امام کرخی و حاکم شہید
و قدوری وغیرہم جن کے طبقہ میں
ہیں تصنیف کیا کہ مسائل بھی اصول مسائل
اور ظاہر الروایۃ سے ملحق و مقبول ہیں - تو
سو وہ فتاوی جنکو واقعات بھی کہتے ہیں
یہ وہ مسائل ہیں جنکو ابراہیم محمد داماد
وزفر و حسن اور ان کے شاگردوں سے
پیشوا علماؤں نے تالیف کیا ہے کتاب النوازل
فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی جسمیں انہوں
نے اپنے اوستادوں اور اوستادوں کے
اوستادوں کے فتووں کو جمع کر دیا اور
مجموع النوازل احمد بن موسی اشی اور
واقعات ناطفی اور واقعات صدر
شہید -

پھر ان کے بعد ایسے فتاوے جمع ہوے
جو گڈمڈ ہیں - ان میں کچھ امتیاز نہیں -
جیسے فتاوے قاضی خان اور محیط برہانی
اور خلاصۃ الفتاوے اور سراجیہ وغیرہ -

کمحمد بن سماعة ومحمد بن مقاتل
الرازی وعلی بن موسی القمی ومحمد بن
سلمة وشداد بن حکیم ونصیر بن
یحیی البلخیین - ومجموع النوازل والنوادر
والواقعات لاحمد بن منی بن عیسی
الکشی - والواقعات لابی العباس احمد
بن محمد الرازی الناطفی والواقعات
للصدر الشهید ثم جمع من بعدهم فتاوی
اهل تلک مختلطة غیر متمازة کما ضحی
فی فتاوله وصاحب المحیط البرهانی و
خلاصة الفتاوی والسراجیة وغیرها
نعم فاحسن الشیخ رضی الدین السرخسی
رحمه الله ونعم ما فعل فانه بدا فی کتابه
المحیط مسائل الاصول ثم مسائل النوادر
ثم الفتاوی فالاصول الستة فی مذهب
ابی حنیفة کالصحیحین فی الحدیث
والنوادر کالسنن الاربعة والمحیط الرضوی
کالمصابیح والمشکوة ومن ذلک اشتهر
ان المتون کالنصوص بالمعنی الذی مر
وانها متقدمة علی ما فی الشروح وما
فیها علی ما فی الفتاوی لان ما بین رد فی الفتوی

ہاں شیخ رضی الدین نے محیط سرخسی میں
خوب کام کیا ہے کہ پہلے مسائل اصول
کو لائے ہیں پھر مسائل نوادر کو پھر مسائل
فتاوے کو۔ اس بیان سے معلوم ہوا
کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب میں امام محمد کی
چھ کتابیں ایسی ہیں جیسی حدیث میں صحیحین
اور نوادر ایسی ہے جیسے سنن اربعہ اور
محیط رضوی ایسی ہے جیسے مصابیح و مشکوٰۃ
اسی وجہ سے اور اسی لئے مشہور ہوا ہے
کہ متون فقہ نصوص کتاب وسنت کی مثل
ہیں اس معنی کر جو ہمنے بیان کئے ہیں
(یعنی ان امامون سے سند متصل و متواتر
ثابت ہوتی ہیں نہ نفس الامر میں صحیح
وخطا سے محفوظ ہوتی ہیں) اور یہ بھی
مشہور ہے کہ جو متون میں ہے وہ مسائل
شروح سے مقدم ہے۔ اور جو شروح میں
ہے وہ مسائل فتاوے پر مقدم ہے
یہاں اسلئے کہ جو متون میں مسائل وارد کئے
جاتے ہیں ان کو اصول سے انس ہونیکی
سبب کچھ قوت ہو جاتی ہے۔ اور جو
مسائل فتاوون میں ہوتے ہیں متاخرین

(نقل مفتی بانقاء الحنفیہ ولا التفات الی من سواہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

من المسائل لاستيناس ما في المتون من الاصول
وكشف حاله غالبا فلم اعتضاد ما بالاصول
ثم ما في الفتاوى فانه مخلوط باراء المتاخرين
ودون تلك النوادر اذ هي في نفسها ليس
جميعها من اقوال صاحب المذهب وليس
لها اسناد يرفعها الى صاحب المقالة ولا
اصحابها في مثابة الاصحاب الثلاثة
وارباب العقول في المتانة من حيث
الزهد والورع والعدالة ولا من حيث
العلم والاتقان والفقاهة والحفظ او
الثقة في الرواية بل انما جمعها اشخاص
من المتفقهين لم يعرف حالهم في الرواية
وحسن الدراية فلا يعمل بها ولا يقبل ما
فيها من متفرداتهم الا بشرط مساعدة
الادلة ومعاضدة القواعد الاصولية
واما الروايات الغريبة التي يتفرد
بنقلها احاد المصنفين من اهل القرون
المتاخرة فلا يعتبر بها ولا يعتمد عليها
ولا يعتد بصاحبها ولا سيما فيما خالف
الاصول وباين المعقول والمنقول وحالها
في حكم الفهارس والمجامع المجهولة بالنسبة

کی راؤن سے گڈمڈ ہوتے ہیں۔ ان سے
اتر کر مسائل نوادر ہین۔ وہ بجائے خود سب
کے سب صاحب مذہب کے اقوال نہین ہوتے
اور نہ انکی کوئی سند ہوتی ہے جو صاحب
اقوال تک پہونچے اور نہ ان کے مصنف زہد
و عدالت و علم و فقاہت مین اصحاب متون
اور ان سے پہلے علماء کی مثل ہوتی ہین بلکہ
ان کے مصنف تو ایسے لوگ ہین جو خود بخود
فقیہ بن بیٹھتے ہین جنکی روایت و درایت
کا حال کچھ معلوم نہین ان کتابون پر عمل کیا
جاویگا اور نہ انکی اکیلی روایات کو بدون
شہادت اصول قبول کیا جاویگا۔ اور
جن شاذ و نادر روایات کو پچھلی مصنفون
سے ایک آدہ نے روایت کیا ہے اُسکا تو
کچھ بھی اعتبار نہین۔ اور نہ ان کے ناقل پر
اعتماد ہے۔ خصوصاً وہ روایات جو اصول
و معقول و منقول کے مخالف ہون پس
جب کوئی مسلمان حنفی لاچار ہو کر تقلید
کا محتاج ہو اور وہ اسمین حالت ضرورت
کو پہنچے تو وہ پہلی روایات اصول کو لے
پھر ان روایات کو جو مختصر متون متقدمین

(311)

الی المقاصد فمهما اضطر المسلم الحنفی
الی التقلید وانتهی حاله الی هذه الضرورة
یاخذ بما فی الاصول ثم بما فی المتون
المختصرات کمختصر الطحاوی والکرخی
والحاکم الشهید والقدوری رحمهم الله
فانها تصانیف معتبرة وتوالیف معتمدة
قد تداولها العلماء وتنافس فیها
الفقها واولعوا فیها حفظا وروایة و
درسا وقراءة وتفقها ودرایة وشرحا
وتعلیقا۔ ولیس المراد من المتون الا
مختصرات هؤلاء من حذاق الائمة
والفقهاء الاجلة واما المختصرات التی
جمعها المتاخرون کالوقایة والکنز و
النقایة وغیرها فان اصحابها وان کانوا
علماء صالحین فضلاء کاملین لیسوا
بهذه المثابة من الثقة والفقاهة
مع خلو کلامهم عن الحجة والاسناد
وعدم سلامته عن نوع تغییر وخلط
وتصرف فی التعبیر فلا یعتمد علیها
هذا الاعتماد وانما یعمل بما فیها
من الضروریات والمشهورات وما

(جیسے مختصر طحاوی وکرخی وغیرہ جنکو علماء نے
قبول کر لیا ہے) * * * * مین ہون
متون سے ان ہی امامون کے مختصرات مراد ہین
اور جن متنون کو پچھلے علماء نے جمع کیا ہے
جیسے وقایہ وکنز الدقائق اور نقایہ وغیرہ انکے
مصنف بھی اگرچہ عالم فاضل نیکبخت ہین مگر
ثقہ اور فقیہہ ہونے مین پہلے متنون والون کے
برابر نہین ہین اور باوجود اس کے انکا کلام
دلیل واسناد سے خالی ہے اور وہ تبدیل و
گڈمڈ ہونے سے بھی خالی نہین ہین لہذا
اُن پر اس قسم کا اعتماد نہین ہے۔ ان متنون
مین سے اُن مسئلون پر عمل کیا جائیگا جو مشہور
ہون اور مذہب سے بالبداہتہ ثابت ہون اُن مسئلون
کے قبول کرنے مین اُنکی شہرت اور بالبداہتہ
ثابت ہونے پر اعتماد ہے نہ اُن کتابون کے
مصنفون کے نقل پر۔ جب ان متنون کا
یہہ حال ہے تو اُن متنون کا کیا حال جو اُن سے
بھی پیچھے والون لوگون کے جمع کئے ہین جیسے
کتاب غرر۔ اور ملتقی اور تنویر (متن درمختار)
بلکہ سچ پوچھو تو کنز اور وقایہ وغیرہ بھی ایسے
ہی ہین کیونکہ یہہ متاخرین کے راؤن سے پر ہین

ن یعم فی المذهب عناما علی الشهرة او
ظهور العصبة او ابتناء علی اعتضاد الخ
وتطابق الادلة لانه اورده واحد من
اصحاب هذه الکتب فضلا عن المختصر
التی دونها من دونهم فان کتاب
الغرر والملتقی والتنویر بل الوقایة والکنز
واشباهها لصعوبة مباداء المتاخرین
قسم بین اقسام المجتهد وانواع الاجتهاد
واجاب عما قالوا ان الاجتهاد قد انسد وانختم
فلا یقید علی قسم منهم احد فبین انشاء الله تعالی الاجتهاد
بینه بان احدها المجتهد المطلق وهو
صاحب الملکة الکاملة فی الفقه والنباهة
وممارسة البصیرة والتمکن من الاستنباط
للمستقل به من ادلة کابی حنیفة وابی یوسف
ومحمد وزفر ومالک والشافعی واحمد
والثوری والاوزاعی - وثانیهما المجتهد
فی مذهب امام قالوا وهو الذی یتحقق بتحقق
امامه واحاطته ویتقید بنصوصه اصولا
یستنبط منها الفروع وینزل علیها الاحکام
بحیث ما یعلم نصه من الشرع فیالا یقدر علی
الاستنباط من الادلة وهذه الطائفة وان لم

اس کے بعد علامہ نے اقسام مجتہدین اور
انواع اجتہاد کو بیان کیا اور لوگون
کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اجتہاد
کے تو اقسام مقرر ہین جو ختم ہو چکے ہین
انہین سے کسی قسم پر اب کوئی قادر نہین
ہے چنانچہ فرمایا تو جان لے کہ مجتہد
دو قسم ہین۔
قسم اول مجتہد مطلق - یہ وہ ہے جو فقہ اور
استنباط کی قدرت کاملہ کا مالک رکھتا ہو
جیسے امام ابو حنیفہ و ابی یوسف و محمد و زفر
و شافعی و احمد و ثوری و اوزاعی وغیرہ
دوم مجتہد فی المذہب علماء نے کہا ہے یہ
وہ ہے جو اپنے امام کے اصول و دلایل
کو تحقیق کر چکا ہو اور امام کے اقوال کو
استنباط مسائل کے لئے اصول بنا کر اس سے
احکام نکالتا ہو ایسے لوگ اگرچہ رتبہ اجتہاد
مطلق کو نہین پہنچے اور وہ قسم اول کی رائے
سے قاصر و کمتر ہین پر وہ محض مقلد بھی نہین
ہین بلکہ وہ اہل نظر و استدلال ہین اصول
و فقہ مین نظر رکھتے ہین اور علم اور سمجھ دار ہونے
مین عالی محل - اور جرح و تعدیل اور صحیح و ضعیف

(312)

يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق وتقاصروا
في الفقه عن شاوٍ اولئك ولكنهم ليسوا
بمقلدين بل هم اصحاب النظر والاستدلال
والبصارة في الاصول والخبرة التامة بالفقه
ولهم محل رفيع في العلم وفقاهة النفس ونباهة
الفكر وقدرة وافية في الجرح والتعديل و
التمييز بين الصحيح والضعيف وقدم عال في
الحفظ للمذهب والنضال عنه والذب وتلخيص
المسئلة وبسط الادلة وتقرير الحجة وتزييف
الشبهة وكانوا يفتون ويخرجون ثم من بعدهم
طوائف متفاوتة في العلم بين ثقة وضعيف في
الرواية وكامل وقاصر في الفقه والدراية
وقد جعل احمد بن سليمان الرومي المعروف
بابن الكمال احد الفضلاء المشاهير في
الدولة العثمانية فقهاء الاصحاب على
ست طبقات الطبقة الاولى المجتهدون
في الشرع كالائمة الاربعة ومن يحذو
حذوهم في تاسيس قواعد الاصول و
استنباط احكام الفروع عن الادلة الاربعة
من غير تقليد لاحد في الفروع ولا في
الاصول والثانية المجتهدون في المذهب

کی تمیز مین کافی قدرت اور اپنے مذہب کے
محافظت اور اعتراضات مخالفین کی مدافعہ
مین ثابت قدم۔ ان کے بعد اور لوگ ہین
جو ثقہ اور ضعیف ہونے مین علم وفقہ و
سمجھ مین کامل و ناقص ہونے میں باہم متفاوت
ہوتے ہین۔

احمد بن سلیمان رومی مشہور
بابن الکمال نے جو ریاست عثمانیہ
کا ایک مشہور فاضل تھا فقہاء حنفی مذہب
کے چھ طبقے مقرر کئے ہین (جنکا ساتون
طبقہ مقلدین محض کا ہے) طبقہ اولی مجتہدین
فی الشرع کا جیسے ایمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ
شافعی مالک احمد رحمہم اللہ) اور جو قواعد
بناتی اور بلا تقلید احدے مسائل استنباط
کرتے ہین ان کے ہم رتبہ ہین۔

طبقہ دوم مجتہدین فی المذہب کا جیسے
امام ابو حنیفہ کے تینون شاگرد (امام
ابو یوسف و محمد و زفر) اور جو ان کی
چال پر ہین۔ جو امام ابو حنیفہ کی مقرری
قواعد پر احکام مستنبط کرتے ہین اور
ان قواعد مین وہ امام ابو حنیفہ کے مقلد

كاصحاب ابي حنيفة الثلاثة ومن سلك
مسلكهم في استخراج الاحكام على القواعد التي
قررها شيخهم واستاذهم فهم وان خالفوه
في بعض الاحكام لكنهم يقلدونه في قواعد
الاصول وبه يمتازون عن المخالفين له في
الاصول والفروع الثالثة المجتهدون في
المسائل كالخصاف والطحاوي والكرخي و
شمس الائمة الحلواني وشمس الائمة السرخسي
وفخر الاسلام البزدوي وفخر الدين قاضي خان
وامثالهم الذي لا يقدرون على المخالفة لا
في الاصول ولا في الفروع وانما يستنبطون
الاحكام فيما لا نص فيها عن المجتهد في الشرع
على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها
والرابعة المقلدون الذين لا يقدرون
على الاجتهاد اصلا ولكنهم لاحاطتهم
بالاصول وضبطهم الماخذ يقدرون على تفصيل
قول مجمل ذي وجهين وحكم محتمل الامرين
منقول عن احد المجتهدين وهم اصحاب التخريج
كالرازي واضرابه والخامسة اصحاب
الترجيح كابي الحسين القدوري وصاحب
الهداية وشانهم تفضيل بعض الروايات

ہین از خود قواعد نہین بناتے اور
اسی سبب سے وہ امام شافعی وغیرہ سے
(جو امام ابو حنیفہ کے اصول مین مخالف ہین)
امتیاز رکہتے ہین۔ **طبقہ سوم** مجتہدین فی
المسائل کا جیسے خصاف وطحاوی وکرخی
وشمس الائمہ حلوانی وشمس الائمہ سرخسی وفخر الاسلام
بزدوی وقاضی خان اور ان کے امثال
واقران ہین جو نہ امام ابو حنیفہ کے اصول کے
مخالفت کر سکتے ہین نہ اون کے فروعی مسائل
سے۔ صرف امام صاحب کے قواعد واصول
سے نئے مسائل جو امام صاحب نے نہین فرمائے
استنباط کرتے ہین۔ **طبقہ چہارم**
مقلدین مخرجین کا جو کسی قسم کے اجتہاد
پر قادر نہین پر اصول اور اقوال امام
کے محل استنباط سے واقفیت کے سبب
امام کی دو رخی بات کی تفصیل کر سکتے ہین
اور اس کے دونون احتمالون سے ایک احتمال
متعین کر سکتے ہین انکو اہل تخریج کہا جاتا ہے
جیسے امام ابو بکر رازی اور اسکے امثال ہین
طبقہ پنجم مقلدین مرجحین کا جیسے امام ابی الحسین
قدوری اور صاحب ہدایہ انکا کام صرف بعض

الی بعض بقولهم هذا اصح روایة وهذا اوفق للقیاس وارفق بالناس —
والسادسة المقلدون القادرون علی التمییز بین الاقوی والقوی والضعیف
ظاهر المذهب ظاهر الروایة ومیزها کصاحب الکنز والمختار والوقایة
والمجمع وغیرهم — والسابعة المقلدة الذین لا یقدرون علی ما ذکروا
ولا یفرقون بین الغث والسمین ولا یمیزون الشمال عن الیمین بل یجمعون
ما یجدون کحاطب اللیل فالویل لهم ولمن قلدهم کل الویل هذا
ما ذکره وقد اورده التمیمی فی طبقاته بعینه ثم قال وهو تقسیم حسن جدا
واقول بل هو بعید عن الصحة بمراحل فضلا عن حسنه جدا فانه تخلیطات
باردة وخیالات فارغة وکلمات لا روح لها والفاظ غیر محصلة لمعنی
ولا اسلفنا له فی ذلک المدعی ولا سبیل الی ذلک المدعی وان تابعه من جاء
من حقبه من غیر دلیل یتمسک به وجه

روایات کو بعض پر ترجیح دینا اور یہہ بیان
کرنا ہے کہ یہہ روایت اصح ہے اور یہہ
قیاس کے مطابق اور یہہ روایت لوگون
کے حق مین اوفق وسہل — **طبقہ ششم**
مقلدین متمیزین کا جو اقوی و قوی و ضعیف
مین اور ظاہر الروایت وظاہر المذہب وغیرہ
مین تمیز کرنے پر قادر ہین جیسے صاحب کنز
ومختار و وقایہ ومجمع وغیرہ ہین — **ہفتم**
مقلدین محض کا — یہہ وہ لوگ ہین جو
اس تمیز قوی وضعیف پر بھی قادر نہین
نہ وہ کو فوہ سے تمیز کر سکتے ہین اور نہ دانجے
کو بانجہ سے بلکہ اپنی تصانیف مین رات کو
ایندہن لانے والیکی طرح جو کچہہ پاتے ہین
جمع کر دیتے ہین — ان کے لئے خرابی ہے اور
جو ان کے تقلید کرے اُن کے لئے بھی خرابی
یہہ **ابن کمال** پاشا کا کلام ہے اسیکو تمیمی
اپنی طبقات مین حرف بحرف لایا ہے — پھر کہا
ہے کہ یہہ تقسیم نہایت عمدہ ہے — مین (مصنف) کہتا ہون وہ عمدہ کیا ہوگی وہ تو صحت سے کوسون
دور ہے وہ تو دیگا دبنگی کے کلمات اور بے معنی
خیالات ہین اسمین ابن الکمال کا کوئی مقتدا نہین ہے

تلمیذیه الیه وهما ساعدناهم ثم کون
الفقهاء والمتفقهة علی هذه المراتب
السبعة وهو غیر مسلم لهم فلا یخلصون
من فحش الغلط والوقوع فی الخطاء للغیر
فی تعیین رجال الطبقات وترتیبهم
علی هذه الدرجات فلیت شعری ما معنی
قولهم ابو یوسف ومحمد وزفر وان
خالفوا ابا حنیفة فی بعض الاحکام لکنهم
یقلدونه فی قواعد الاصول ما الذی
یریدون بالاصول فان اراد منه الاحکام
الاجمالیة التی یبحث عنها فی کتب اصول
الفقه فهی قواعد عقلیة وضوابط
بیانیة یعرفها المرء من حیث انه
ذو عقل وصاحب فکر ونظر سواء
کان مجتهدا او غیر مجتهد ولا تعلق لها
بالاجتهاد قط وشان الائمة الثلاثة
ارفع واجل من ان لا یعرفوا بما کما هو اللائق
من تقلید غیرهم فیها فحاشاهم ثم
حاشاهم عن هذه النقیصة وحالهم فی
الفقه ان لو لم یکن ارفع من مالک والشافعی
لما کانا مثالها فلیسوا بدونها وقد اشتهر فی افواه

اگرچہ اسکے پیچھے جو آیا سو اسکا بادلیل مقلد ہوا
اگر ہم فقہا کا ان مراتب ہفتگانہ میں منقسم ہونا
مان بھی لیں (جو ماننے کے لایق نہیں ہے)
تو بھی جوان کے بیان احوال اشخاص اور انکی
ترتیب درجات میں فاحش غلطیاں ہیں انسے
خلاصی ممکن نہیں۔ کاش مجھے اسکا علم ہوا انکی
اس قول کے (کہ ابو یوسف و محمد و زفر اگرچہ امام
ابو حنیفہ کے بعض احکام فرعیہ کے مخالفت کرتے
ہیں پر وہ اصول میں انہی کے مقلد ہیں) کیا
معنی ہیں؟ اصول سے انکی کیا مراد ہے؟
اگر ان سے وہ احکام اجمالی جنسوں کتب اصول
میں بحث ہوتی ہے) مراد ہیں تو یہ عقلی قواعد
ہیں جنکو ہر صاحب عقل و فکر (مجتہد ہو یا نہو)
جانتا ہے انکو اجتہاد سے خصوصیت و تعلق
نہیں ہے۔ اور ائمہ ثلاثہ (ابو یوسف و محمد و زفر)
کا رتبہ اس سے بلند تر ہے کہ وہ ان قواعد عقلیہ
کو خود نہ جانتے ہوں (جیسا کہ ان کو ان قواعد
میں مقلد ٹھہرانے سے نکلتا ہے) یہ لوگ اجتہاد
میں امام مالک و شافعی سے زیادہ نہیں تو کم
بھی نہیں ہیں۔ موافق و مخالف میں زبان زد
ہو رہا ہے اور مشہور مثالوں کیطرح بولا جاتا ہے

وخالف وجرى مجرى الامثال قولهم
ابو حنيفة ابو يوسف بمعنى ان البالغ الى
الدرجة القصوى فى الفقاهة هو ابو يوسف
ليس الا وقولهم ابو يوسف ابو حنيفة
بمعنى ان ابا يوسف بلغ الدرجة القصوى
من الفقاهة ولم يقصر عنها والقصر
على كلا التقديرين افرادى وقال
الخطيب البغدادى قال طلحة بن محمد
بن جعفر ابو يوسف مشهور الامر
ظاهر الفضل وافقه اهل عصره ولم
يتقدم احد فى زمانه وكان على النهاية
فى العلم والحكم والرياسة والقدر
وهو اول من وضع الكتب فى اصول الفقه
على مذهب ابى حنيفة واملى المسائل
ونشرها وبث علم ابى حنيفة فى اقطار
الارض وقال محمد بن الحسن مرض ابو يوسف
وخيف عليه فعاده ابو حنيفة فلما خرج
من عنده قال ان يمت هذا الفتى فانه
اعلم من على الارض وكذلك محمد بن
الحسن قد بالغ الشافعى فى مدحه
والثناء عليه وقال الربيع بن سليمان

کہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف ہی جسکے معنی یہ ہین
کہ اعلی درجہ فقاہت تک پہنچنے والا ابو یوسف
ہی ہے اور جو اونہون نے کہا کہ ابو یوسف
ابو حنیفہ ہے اس کے بھی یہی معنے ہین کہ
ابو یوسف فقاہت مین درجہ ابو حنیفہ تک
پہنچ گیا ہے اس سے کم نہین۔
خطیب بغدادی نے لکہا ہے کہ
طلحہ بن محمد نے فرمایا ہے کہ ابو یوسف مشہور
الحال اور ظاہر بزرگی والا اپنے زمانہ کے
لوگون سے بڑہکر فقیہ ان کے ہم زمانہ سے
کوئی ان سے نہین بڑہا۔ علم و حکمت و ریاست
اور مرتبہ مین حد کو پہنچ چکے ہین۔ وہی
ہین جنہون نے پہلے پہلے ابو حنیفہ کے مذہب
پر اصول فقہ مین کتابین تالیف کین۔ اور
مسائل کو قلمبند کیا اور امام ابو حنیفہ کے
علم کو اطراف زمین مین پہیلایا۔ **امام محمد**
بن حسن نے کہا ہے کہ جب امام ابو یوسف
خوفناک بیماری مین مبتلا ہوئے تو امام ابو حنیفہ
ان کی عیادت کو آئے جب وہان سے نکلے
تو بولے یہہ جوان فوت ہوا تو اپنے زمین کے
سب لوگون سے بڑہکر عالم فوت ہوگا۔ ایسا ہی

كتب اليه الشافعي وقد طلب منه
كتابا فاخرة فكتب اليه (شعر)
قل للذي لم يرعيني ممن راه مثله
ومن كان راه قد راى من قبله
العلم ينهى اهله ان يمنعوه اهله
لعله يبذله لاهله لعله
فانفذ اليه الكتب وقال ابراهيم
الحربي قلت لاحمد بن حنبل من اين لك
هذه المسائل الدقيقة قال من كتب
محمد بن الحسن وقال الحسن بن
ابي مالك لم يكن ابو يوسف يدقق
هذا التدقيق الشديد وقال عيسى
بن ابان هو افقه من ابي يوسف وقد
ذكر القاضي عبد الرحمن بن خلدون
المالكي في مقدمته ان الشافعي رحل
الى العراق ولقي اصحاب الامام ابي حنيفة
واخذ عنهم ومزج طريقة اهل الحجاز
بطريقة اهل العراق واختص بمذهب
وكذلك احمد بن حنبل اخذ عن اصحاب
ابي حنيفة مع وفور بضاعته في الحديث
فاختص بمذهب انتهى۔

امام محمد بن حسن کا حال ہے امام شافعی
نے انکی مدح مین بہت مبالغہ کیا ہے۔
ربیع بن سلیمان نے نقل کیا ہی کہ امام محمد
سے امام شافعی نے کتابین طلب کین تو
اونہون نے کچھ دیر کی جسپر امام شافعی نے
انکیطرف چند اشعار لکہکر بہیجدئے۔ جنکا ماحصل
یہہ ہی کہ جس شخص کے مثل مینے کوئی نہین دیکہا اور
جس نے اسکو دیکہا اس نے گویا پہلونکو دیکہا
انسے کہدو کہ اہل علم سے علم کو نروکین شائد
وہ اسکو اہل علم مین پہیلادین۔ تسپر امام محمد
نے کتابین بہیجدین۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے
مینے امام احمد بن حنبل سے پوچہا یہہ باریک مسائل
آپکو کہانسے حاصل ہوئے اونہون نے کہا امام محمد
کی کتابون سے۔ حسن بن ابی مالک نے کہا امام
یوسف ایسے باریک مسائل نہ نکالتے جیسے
کہ امام محمد۔ عیسیٰ بن ابان نے کہا ہی کہ امام
محمد امام ابو یوسف سے بڑہکر فقیہ تہے۔ قاضی
عبد الرحمن بن خلدون مالکی نے مقدمہ مین
کہا ہے کہ امام شافعی ملک عراق مین گئے
اور امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے ملے اور
اون سے استفادہ کیا اور اپنا طریق اجتہاد طریق

الا ترى انه لما ادعى بعض الشافعية
ترجح القول بمفهوم الصفة على القول
بنفيه بكون الشافعي قائلا به
مع سلامة طبعه واستقامة فهمه
وغزارة علمه وصحة النقل عنه
ولكثرة اتباعه رده ابن الهمام و
آخرون بان هذه الكمالات كلها
متحققة في محمد بن الحسن مع تقدم
زمانه وعلو شانه وهو قائل
بنفيه - واما زفر فقد قال فيه ابو حنيفة
رحمه الله هذا امام من ائمة المسلمين
وانه اقيس اصحابي -
وقال المزني هو احدهم قياسا
وكفى بذلك شهادة له ولكل واحد
منهم اصول مختصة به تفردوا بها
عن ابي حنيفة وخالفوه فيها ومن ذلك
ان الاصل في تخفيف النجاسة تعارض
الادلة عند ابي حنيفة رحمه الله و
اختلاف الائمة عندهما بل قال
الغزالي انهما خالفا ابا حنيفة في ثلثي
مذهبه ونقل النووي في كتابه

اہل حجاز سے ملا کر ایک خاص مذہب بنا لیا
ایسا ہی احمد بن حنبل نے باوجود وفور علم
حدیث امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے
استفادہ کیا۔ ایسا ہی امام زفر کے فضائل
فقہ واجتہاد علامہ ہارون نے علماء مذہب سے
نقل کئے پھر فرمایا ان تینون امامون سے ہر ایک
امام کے خاص خاص ایسے اصول ہین جنکے
سبب وہ امام ابو حنیفہ سے علیحدہ اور مخالف ہو گئے
ہین از انجملہ یہ اصل کہ نجاست کا خفیف سمجھنا
کس وجہ سے ہوتا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک
ایک چیز کے پاک وناپاک ہونے مین دلایل
کا تعارض واختلاف نجاست کو خفیف کرتا ہے
صاحبین کے نزدیک اس چیز کی پاکی وناپاکی مین
ائمہ کا اختلاف اسکو نجس خفیف بناتا ہے
بلکہ امام غزالی نے تو یہ کہدیا ہے کہ
امام ابو حنیفہ کے شاگرد دو تہائی مذہب مین
ان کے مخالف ہین۔ امام نووی نے کتاب
تہذیب الاسماء واللغات مین امام ابی المعالی
جوینی سے نقل کیا ہے کہ جو کچھ مزنی شاگرد
امام شافعی کہتے ہین تو مین مذہب امام شافعی
کے تخریج (یعنی اس سے نکالی ہوئی بات

اس عبارت کا ترجمہ کاتب سے چھوٹ گیا ہے +

(+) یا اوسکی تفصیل

تهذيب الاسماء واللغات عن ابی
المعالی یعنی ان کل ما اختاره المزنی
اذا انه تخریج ملتحق بالمذهب فانه
یخالف اقوال الشافعی کابی یوسف
ومحمد فانهما یخالفان اصول صاحبهما
واحمد بن حنبل لم یذکره الامام ابوجعفر
الطبری فی حداد الفقهاء وقال انما
هو من حفاظ الحدیث وذلک مشهور
وقال ابن الخلدون واما احمد بن حنبل
فقلده قلیل لبعد مذهبه عن الاجتهاد
وقال ان الحنفیة اهل البحث والنظر
واما المالکیة فلیسوا باهل النظر انتهی
فکیف یکون هو من المجتهدین فی الشرع
دون ابی یوسف ومحمد رضی اللہ عنہم
ضرابهم فی علمات الفقه ولیث غیاض
النحو غیر انهم لحسن تقلیدهم للامام
وفرط اجلالهم لمحله ورعایتهم
لحقه تشمر واعلی تنزیه شانه دون غلوا
فی انتصاره والاحتجاج لاقواله
ورعایتها للناس ونقلها لهم وردد

سمجھتا ہون کیونکہ مزنی امام شافعی کا ہر
اقوال مین (نہ اصول مین) مخالف ہی اور جو
امام ابو یوسف و محمد کہین اسکو امام ابوحنیفہ
کے مذہب کی تخریج نہین سمجھتا ہون اسلئے
کہ وہ دونون امام ابوحنیفہ کے اصول سے
سے مخالف ہین۔ امام احمد بن حنبل کو تو امام
ابوجعفر طبری فقہا کے شمار مین نہین لائے
اور صاف فرما گئے ہین کہ وہ حفاظ حدیث سے
ہین۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ امام احمد
بن حنبل کے مقلد کم ہین کیونکہ انکا مذہب
اجتہاد سے دور ہے مالکیہ بھی اہل نظر
واجتہاد نہین ہان حنفیہ اہل بحث
ونظر ہین۔ جب امام ابوحنیفہ کا شاگرد ہون
کا بمقابلہ امام احمد بن حنبل کے یہ حال
ہے تو یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ امام احمد بن
حنبل جو صرف اہل حدیث ہین شریع مین مجتہد
ہون اور امام ابو یوسف و محمد رضی اللہ عنہم جو فقہ کے جگلون کے شیر ہین مجتہد فی الشرع
نہون صرف امام ابوحنیفہ کو مذہب ہی مین مجتہد
ہون۔ ہان اس قدر محرق ہے کہ امام ابو یوسف †

† اس مقام مین امام ابو یوسف و محمد کے فضائل دین علماء دین حنفی نے بہت سہا لغہ کیا (جیسا کہ

اليها والافتاء عند وقوع الحوادث
بها وتخريج والتحقيق فيها واصولها
وتعيين ابوابها وفصولها وتمهيد
قواعد محكمة ومقاييس متقنة يستقيا
بها الاحكام واستنباط قوانين صحيحة
وطرائق فقهية يتعرف بها المعاني
في تضاعيف الكلام واجب واذ ذلك
في تصحيح مذهبه وبيانه لمن يقيسه
به لاعتقادهم الله اعلم واورع
واحق للاقتداء به والاخذ بقوله
واوثق للمفتي وارفق للمستفتي على
ما قال مسعر بن كدام من جعل بابا
بينه وبين الله تعالى وجبت ان
لا يخاف عليه ولم يكن فرط على
نفسه في الاحتياط انتهى - ومقامه
في الفقه بمقام لا يلحق شهد له

دمحمد پیشوا رستاذ ابوحنیفہ کی تعلیم وبزرگی
کی لحاظ سے امام ابوحنیفہ کی شان بلند کرنے
مین معروف رہے ہین اور اُنکی مدد مین اور
اون کے اقوال کو مدلل کرنے مین اور ان
کو لوگون مین پہلانے اور روایت کرنے
اور اُن کے اقوال کے موافق فتوے دینے
اور ان کے فروع واصول کے تحقیق کرنے
اور ان کے لئے باب اور فصلین مقرر کرنے
اور اُن سے استنباط احکام کے لئے قواعد
بنانے مین مشغول رہے ہین اس
خیال سے کہ وہ بہ نسبت ان کے زیادہ عالم
اور پرہیزگار اور اقتداء ومتابعت کے لائق
ہے اور ان کے اقوال مفتی ومستفتی کے
لئے زیادہ بہروسہ کے لائق چنانچہ مسعر
بن کدام نے کہا ہے کہ جو شخص امام ابوحنیفہ
کو متابعت حکم الہی کا ذریعہ کریگا مین امید

اکثر مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کرتے ہین کہ انکو امام شافعی و امام احمد سے بہتر
ترجیح دی ہے وہ کہتا ہے ۔ مقام مین اس سے بحث نہین اس مقام مین سر تفصیل طالب
سے ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ جس حالت مین حنفیون مین امام ابو یوسف اور امام
محمد کو امام شافعی واحمد سے بڑا رفقیہ ومجتہد سمجھا جاتا ہے تو پھر انکو صرف مجتہد فی المذہب کیون
مانا جاتا ہے اور اون سے کہ زیادہ امام شافعی واحمد کو مجتہد فی الشرع ۔ بیشک امام حنیفہ کو جو ان طبقات سے زیادہ ہے اون کم درجہ

بذلك اهل جلدته وخصوصًا
مالك والشافعي - ومن ذلك
الوجه امتازوا عن المخالفين كالائمة
الثلاثة والاوزاعي وسفيان
وامثالهم لا لانهم لم يبلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق في الشرع ولو انهم
اولعوا بنشر ارائهم بين الخلق وبثها
في الناس والاحتجاج لها بالنص والقياس
لكان كل ذلك مذهبًا منفردًا
عن مذهب الامام ابي حنيفة مخالفا له
هذا وان اراد منه الادلة الاربعة
واصول الشريعة من الكتاب والسنة
والاجماع والقياس في الاخذ عنها
والاستنباط منها فلا سبيل له الى ذلك
لان الشريعة مستند كل الائمة و
ملجاؤهم في اخذ الاحكام فلا يتصور
مخالفة غيره له فيها فان قيل لعل مراده
انهم يقلدون ابا حنيفة في كون قول
الصحابي والمراسيل حجة دون الاستصحاب
والمصالح المرسلة وامثال ذلك -
قلت هذا ليس من التقليد في شيء

کرتا ہوں کہ اُسکو کچھہ ڈر نہ ہوگا - کیونکہ امام
ابو حنیفہ نے اجتہاد مین قصور نہین کیا
اور انکو اسمین وہ رتبہ تہا جو کسیکو حاصل
نہین ہوا چنانچہ ان کے ہم جنسون خصوصًا
امام شافعی و مالک نے شہادت دی ہے
اسی امر مین وہ امام ابو حنیفہ کے مخالفین
امام مالک و احمد و شافعی و اوزاعی و
سفیان وغیرہ سے ممتاز ہین نہ اس
امر مین کہ وہ ان کے مثل شرع مین مجتہد
مطلق نہین ہین اور اگر وہ لوگونمین اپنے
راؤں پھیلانے اور مشہور کرنیکی حرص کرتے
اور ان اقوال پر نص و قیاس سے دلایل
بیان کرتے تو ان کے مذاہب بہی امام
ابو حنیفہ کے مذہب سے جداگانہ اور اسکی مخالف
مذاہب قرار پاتے - اور اگر ان کی مراد اُن
اصول سے جسمین وہ امام ابو یوسف و محمد
کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتے ہین ادلہ اربعہ
شرعیہ (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) ہین
اور یہہ مراد ہے کہ ان دلایل سے احکام
استنباط کرنے مین وہ لوگ امام ابو حنیفہ
کے مقلد تہے تو یہہ بات بن نہین سکتی -

بل انما وافق رایهم فی ذلک رائه وقامت
الحجة عندهم کما قامت عنده -
الا تری ان مالکا لا یلزمه تقلید
ابی حنیفة من القول لحجیة المراسل
ولا الشافعی من القول بنفی الحجیة عن
المصالح ولا تقلید بعضهم لبعض من الاتفاق
فی کون الاجماع وخبر الواحد والقیاس
حجة فانه انما انکر حجیة الاجماع بعض
المبتدعة وحجیة القیاس داود الظاهری
وغیره من الشذوذ وقد نقل عن
ابی بکر القفال وابی علی بن خیران
والقاضی حسین من الشافعیة انهم
قالوا لسنا مقلدین للشافعی بل وافق
رائنا رأیه وهو الظاهر من حال الامام
ابی جعفر الطحاوی فی اخذه بمذهب
ابی حنیفة رحمه الله واحتجاجه له وانتصاره
لاقواله علی ما قال فی اول کتاب

ان ادلہ سے احکام استنباط کرنے مین تو سبھی
ائمہ باہم موافق ہین کوئی کسیکا مخالف نہین
یہی شریعت سب امامون کا ماخذ و مستند ہے
پہر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے
شاگردان تو ان ادلہ مین ان کے موافق
ہین اور باقی امام احمد و شافعی و مالک انہین
ان کے مخالف ہین اگر کوئی کہے کہ شائد
ان کے اصول مین مقلد ہونے سے یہہ مراد
ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے ان اصول مین
مقلد ہین کہ قول صحابی اور حدیث مرسل
(جسکو تابعی بلا ذکر وسیلہ صحابی آنحضرت سے
نقل کرے لایق دست آویز ہے" - اور استصحاب
(ایک چیز کو حکم سابق پر باقی رکہنا) اور مصالح
مرسلہ (وہ مصلحتین اور ضرورتین جنکے لحاظ کا نہ
شرع نے حکم دیا ہے نہ اس سے منع کیا ہے)
لایق دست آویز نہین ہین ایسے ہی اور اصول
اسکے جواب مین ہین کہونگا کہ یہہ تقلید نہین ہے

+ اس کی مثال یہہ ہے کہ بادشاہ نے ایک مفسد باغی قوم مین چڑہائی کی باغیون نے چند بیگناہ اشخاص
کو قید کرکے اپنے آگے آڑ کہڑی کرلی اب اگر اس آڑ پر باڑ چلائی جاتی ہے تو ان بیگناہون کی جان
جاتی ہے - اور اگر لڑائی ہٹائی جاتی ہے تو باغیون کے تسلط کا خوف ہے یہان ضرورت و مصلحت یہہ
کہ اس آڑ پر باڑ چلائی جاوے گو اسمین چند بیگناہون کی جان جاتی ہے - حاشیہ

شرح الآثار اذکر في کل کتاب ما فيه
الناسخ والمنسوخ وقاويل العلماء واحتجاج
بعضهم على بعض واقامة الحجة لمن صح عنده
قوله منهم بما يصح فيه مثله من کتاب
او سنة او اجماع او قول اکثر من اقاويل
الصحابة او ما يعلمهم رضي الله عنهم ثم
ان قوله في المضاف والنصراني والکرخي
لا يقدر ون على مخالفة ابي حنيفة لا في
الاصول ولا في الفروع ليس بشيء فان ما
خالفوه من المسائل لا يعدو ان يصيروا لهم
اختيارات في الاصول والفروع واقوال
مستنبطة بالقياس والمسموع واحتجاجات
بالمنقول والمعقول على مسائل يخفى على
من تتبع کتب الفقه والخلافيات والاصول
فقد انفرد الکرخي رحمه الله عن ابي حنيفة
رحمه الله وغيره في ان العام بعد التخصيص
لا يبقى حجة اصلا وان خبر الواحد اذا ورد

یہ تو ایک مجتہد کے دوسرے مجتہد کی رائے
سے موافقت ہے جو دلیل ایک کے خیال میں
آئی وہی دوسرے کے نزدیک صحیح ہوئی اسلئے
ایک ہی بات دونوں نے کہی دیکھو امام
مالک ہی حدیث مرسل کو لائق دست آویز
سمجھتے ہیں باوجود اسکے وہ امام ابو حنیفہ کے
مقلد نہیں سمجھے جاتے۔ اور امام شافعی حدیث
مرسلہ کو لائق دست آویز نہیں جانتے۔ پھر بھی
انکو امام ابو حنیفہ کا مقلد نہیں سمجھا جاتا۔ پس ان
باتوں کے قایل ہونے سے امام ابو یوسف و محمد
کو کیونکر امام ابو حنیفہ کا مقلد سمجھا جاسکتا ہے اجماع
و خبر واحد اور قیاس کو لائق حجت سمجھنے پر سب کا
اتفاق کرنا ایک دوسرے کا مقلد ہونا نہیں ہے
ابو بکر قفال اور ابو علی بن حیران اور قاضی حسین
نے (جو شافعی کہلاتے) صاف کہا ہے کہ امام شافعی
کے ہم مقلد نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے کا انہی رائے
اتفاق ہو گیا ہے امام جعفر طحاوی کا بھی امام ابو حنیفہ

† امام طحاوی نے صاف یہی کہدیا ہے کہ جو کچھ امام ابو حنیفہ کہیں ہمیں اسکا مقلد نہیں ہونا چنانچہ حنفیہ پر جلد ۱
میں لسان المیزان سے بواسطہ اتقان اس کلام مخالف منقول ہوا اس کلام طحاوی سے اور اقوال ابو بکر القفال اور
ابو علی بن حیران اور قاضی حسین سے اس اعتراض کا جواب بھی ادا ہو گیا کہ اکثر لوگ پیش کیا کرتے ہیں کہ بعض لوگوں
کے اقوال کو مع ضرورۃ تقلید کی تائید میں پیش کرتے ہو یہ لوگ خود حنفی شافعی کہلاتے ہیں مگر تقلید کسی کی بھی فرض
نہ سمجھی تو یہ لوگ حنفی و شافعی نہ کہلائے۔

فی حادثہ نہم بہ النبوی وصنوالہ عند الحاجۃ لیس لہ حجۃ قط وابو بکر رحمہ اللہ فی ان العالم المخصوص حقیقۃ ان کان الباقی جمیعا والا فمجاز الیس ھذا من مسائل الاصول ثم انہ عد ابو بکر الرازی خواصا من المقلدین الذین لا یقدرون علی الاجتہاد اصلا وھو ظلم عظیم فی حقہ وتنزیل لہ عن رفیع محلہ وعض منہ وجعل بین بجالۃ شانہ فی العلم وباعہ الممتد فی الفقہ وکعبہ العالی فی الاصول ورسوخ قدمہ وشدۃ وطاتہ وقوۃ بشتہ فی معارک النظر والاستدلال ومن تتبع تصانیفہ والاقوال المنقولۃ عنہ علم ان الذین عدھم من المجتہدین من شمس الائمۃ ومن بعدہ کلھم عیال لابی بکر الرازی ومصداق ذالک دلائلہ التی نصبھا لاختیاراتہ وبراھینہ التی کشف فیھا عن وجوہ استدلال

کا مذہب اختیار کرنے اور سپہ سالار بن جانے کرنے اور اس کے اقوال کی تائید کرنے مین یہی حال ہے چنانچہ اونہون نے شرح معانی الآثار کے ابتدا مین کہا ہے کہ مین تمام کتاب مین نامبرد شخص کو ذکر کرون گا اور عصر کی تاویل کو اور ایک کا دوسرے کے مقابلہ مین دلیل قایم کرنا اور جس شخص کا قول میرے نزدیک صحیح ہے اسکی سند جو صحیح ہو اور جو ضعیف آوے اور کتاب یا سنت یا اجماع یا متواتر اقوال اصحاب و تابعین سے بیان کرنا۔

پھر ابن الکمال کا یہہ کہنا کہ خصاف اور طحاوی اور کرخی امام ابو حنیفہ کے مذہب پر قادر نہین لہ اصول مین سے فروع مین) یہہ بھی کچھہ چیز نہین ہے اسلئے کہ جن مسائل مین ان لوگون نے امام ابو حنیفہ کا خلاف کیا ہے وہ سترہ راور تعداد سے خارج ہین مسائل اصول فروع جو انہون نے اختیار کئے ہین اور وہ مسائل جو انہون نے نص و قیاس سے استنباط کئے ہین اور وہ دلایل عقلی و نقلی جو انہون نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نشاء ببغداد التی هی
دار الخلافة ومدار العلم
والرشاد ومدینة
السلام ومعقل الاسلام
ورحل فی الاقطار ودخل
الامصار ولقی العلماء
اولی الایدی والابصار
واخذ الفقه والحدیث
عن المشایخ الکبار
وقال شمس الائمة
فیه هو رجل کبیر معروف
فی العلم وانا نقلده
وناخذ بقوله فکیف
یصح تقلید المجتهد
للمقلد وذکر فی الکشف
الکبیر ما یدل علی انه
افقه من ابی المنصور
الماتریدی وقال
قاضیخان فی التوکیل
بالخصومة یجوز للمراة
المخدرة ان توکل

قائم کیے ہین ناظرین کتب فقہ وخلافیات پر مخفی نہین ہین
امام کرخی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین علیحدہ ہوگئے
ہین کہ لفظ عام خاص ہو جانے کے بعد ہرگز لائق عمل
نہین رہتا۔ اور جو حدیث ایسے محل مین وارد ہو جس سے
بہت لوگون کو کام پڑے پہر اسکو صرف ایک دو شخص ہی
روایت کرین اور وہ حدیث جو حاجت کے وقت متروک
العمل رہی ہو لائق دست آویز نہین ہین۔ اور ابو بکر
رازی نے امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین مخالف ہین کہ عام
مخصوص البعض اگر جمع ہو تو پانی افراد مین حقیقت ہی ورنہ
مجاز ہے کیا یہ مسائل جنمین کرخی اور ابو بکر رازی نے امام سے
خلاف کیا ہے مسائل اصول نہین ہین؟ پہر ابن الکمال نے
ابو بکر جصاص کو ایسے مقلدین سے شمار کیا ہی جو کسی نوع
کی اجتہاد پر قادر نہین۔ اور یہ ابو بکر کے حقمین بڑا ظلم ہے
اور انکو انکی عالی مرتبہ سے اوتارنا اور انکے علم مین جلیل الشان
اور فقہ مین زبردست۔ اور اصول مین بلند قامت اور ثابت
قدم ہونے سے اور انکی مضبوطی طاقت اور نظر و استدلال
کے میدانون مین سخت گیری سے اور چشم پوشی اور جہالت ہے
اور جو کوئی انکی تصانیف کو اور ان اقوال کو جو اورون کی
تصانیف مین انسے منقول ہین تلاش کریگا وہ یقیناً جان لیگا
کہ شمس الائمہ کے بعد جو لوگ جنکو ابن الکمال نے مجتہدین مین شمار
کیا ہی وہ سبہی ابو بکر رازی جصاص کے عیال (ذریات) ہین اسکے

وهي التي لم تخالط
الرجال بكرا كانت
او ثيبا كذا ذكر ابو بكر
الرازي ثم قال وعامة
المشايخ اخذوا بما ذكره
ابو بكر الرازي رحمه الله
وفي الهداية ولو كانت
المرأة مخدرة قال الرازي
يلزم التوكيل منها ثم
قال وهذا شيء استحبه
المتأخرون وقال ابن
الهمام رحمه الله
هو الامام الكبير
ابو بكر الجصاص احمد
بن علي الرازي رحمه الله
يعني اما على ظاهر
اطلاق الاصل وغيره
عن ابي حنيفة رحمه الله
لا فرق بين البكر
والثيب المخدرة
والمبرزة والفتوى

تصدیق ان دلائل سے ہو سکتی ہے جو ابو بکر رازی نے اپنے
مختار مسائل پر قایم کی ہین آپنے بغداد مین (جو دار الخلافہ
ہے اور علم کا گہر) نشو و نما پایا ہے اور اطراف اور بلاد مین سفر کیا
اور اہل قوت و بصیرت کی ملاقات کی اور بڑے بڑے مشایخ
حدیث و فقہ حاصل کی - شمس الائمہ حلوانی نے انکی حقمین کہا ہے
کہ یہ شخص بڑا آدمی ہے علم مین مشہور ہے ہم اوسکی تقلید کرتے
ہین (یعنی اس بات مین جسکا خود علم نہو) اور اوسکی بات مان
لیتے ہین سو اگر یہ مقلد ہوتے تو شمس الائمہ کو جنکو ابن الکمال
مجتہد کہتا ہے انکی تقلید کیونکر جایز ہوتی - کشف کبیر مین مذکور
ہے کہ ابو بکر رازی امام ابو المنصور ماتریدی سے بھی بڑھکر
فقیہ ہین - قاضیخان نے اپنے فتاوی کے باب توکیل بالخصومۃ
مین کہا ہے کہ پردہ دار عورت کو جسکو مردون سے اختلاط نہو خواہ
کنواری ہو خواہ بیاہی ہوئی اپنی طرف سے کسیکو جھگڑنے کو وکیل بنانا
جایز ہے چنانچہ ابو بکر رازی نے فرمایا ہے پھر کہا کہ عام مشایخ نے
ابو بکر کی اسی قول کو لیا ہے - ہدایہ مین کہا ہے کہ اگر عورت پردہ نشین ہو
تو اسکی حقمین امام رازی فرماتے ہین کہ اس عورت کیطرف سے وکیل کا ہونا
لازم پھر کہا یہ مسئلہ علماء متاخرین نے پسند کیا ہے - ابن الہمام نے
کہا ہے وہ یعنی اس مسئلہ کو بیان کرنے والے امام کبیر الشان ابو بکر جصاص
احمد بن علی رازی ہین یعنے اصل مذہب امام ابو حنیفہ مین تو
پردہ نشین اور کھلم کھلی عورت مین کوئی فرق نہین
پر فتوے اسی پر ہے جو انہون نے فرمایا ہے کہ عورت

على ما اختاروه من ذلك وحينئذ
فتخصيص الرازي ثم تعميم المتاخرين
ليس الا لفائدة انه المبتدي
بتفريع ذلك وتبعوه انتهى كلامه
وقد اكثر شمس الائمة السرخسي
في كتبه النقل عن ابي بكر الرازي
والاستشهاد به والمتابعة لآرائه
ثم الحلواني ومن ذكره معهما وهم
من المجتهدين في المسائل كلهم متهي
سلسلة علومهم الى ابي بكر الرازي
فقد تفقه عليه ابو حفص الاستروشني
وهو استاذ قاضي ابي زيد الدبوسي
وابو علي حسين بن خضر النسفي وهو
استاذ شمس الائمة الحلواني -
ومعلوم ان السرخسي من تلامذة
وقاضيخان من اصحاب اصحابه
فلعله نظر الى قولهم انه كان في
تخريج الرازي فمن ان وظيفة
في الضاحة هي التخريج فحسبك ان
غاية سناؤه هذا المقدار وقد
خرج ابو حنيفة واصحابه قول

...ہ دا...ہو تو دلیل کرنا... ہے...
...یہ کا پہلو اس سلسلہ کے امام رازی سے صرف منسوب کرنا
پھر عام متاخرین کو شامل کرنا اس سے ہوتا ہے کہ
سب سے پہلے یہ بات امام رازی نے کہی ہے ان کی
متابعت متاخرین نے اختیار کی -
شمس الائمہ سرخسی اپنی کتابوں میں جو...
بہت نقل کرتے ہیں اور انکے اقوال سے بہت...
واستشہاد کرتے ہیں پھر حلوانی اور انکے بعد کے...
نے انکو بعد مجتہدین میں شمار کیا ہے ان سب...
استاد علی ابوبکر رازی تک پہونچتا ہے - ابوحفص
استروشنی نے رجوع فقہ ابوزید دبوسی کا استاد ہے اور حسین
محمد بن خضر نسفی نے رجوع فقہ الائمہ...
سے علم فقہ حاصل کیا ہے اور یہ بھی کہ معلوم کہ شمس
ہی آپکے شاگردوں سے ہیں - اور قاضیخان
آپکے شاگرد ان شاگرد ہے - شاید اسی لئے کہ
نے ابوبکر رازی کو صرف مخرجین سے شمار
کرتے ہیں یہ دہو کہ کہا ہے کہ...
کی نسبت یہ قول دیکھا کہ یہ مسئلہ...
پر بون ہے اور اس سے یہ سمجھ لیا کہ...
تخریج ہے اور اسکی رائے کی حد اسی پر ہے...
حالانکہ یہ تخریج تو امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردوں نے

ابن عباس رضی الله عنهما فی
تکبیرات العیدین انها ثلث عشر
تکبیرات بجمل بها علی هذا العدد
باضافة التکبیرات الاصلیة والتتا
بعة لها بجملها علی الید والد وخرج
ابو یوسف قول الشعبی رحمه الله
ان للخنثی المشکل من المیراث نصف
النصیبین بان ذلک ثلاثة من سبعة
ومحمد رحمه الله بانه خمسة
من اثنی عشر وخرج ابو الحسن الکرخی
قول ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله
فی تقدیر الرکوع والسجود وجعله
واجبا وابو عبد الله الجرجانی
وحمله علی سنة وتظاهر ذلک
کثیرة وقعت من کبار المجتهدین
فما ضرهم ذلک فی اجتهادهم
ولا نزلهم من شانهم فکیف
ینزل ابا بکر الرازی الی الوتبة
النازلة عن منزلته فانه
جعل القدوری وصاحب الهدایة
من اصحاب الترجیح وقاضیخان

بلی کی ہے اونہون نے حضرت ابن عباس سے
س قول ہین کہ تکبیرات زوائد عیدین تیرہ
ہین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ اصلی تکبیرات کی
سمیت تیرہ ہین اور امام شافعی اور اونکے
شاگردون نے اسمین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ
صرف تکبیرات زوائد ہین اور امام ابو یوسف نے
شعبی کے اس قول سے کہ مخنث کی میراث دو حصون سے
نصف ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ سات ہین سے
تین ہین اور امام محمد نے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ بارہ سے
پانچ ہین اور امام ابو الحسن کرخی نے امام ابو حنیفہ
ومحمد کے اس قول سے جو تعدیل رکوع و سجود کے
وارد ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ تعدیل واجب ہے
اور ابو عبد الله جرجانی نے یہہ تخریج کی ہے
کہ وہ سنت ہے اور اسکی نظیرین اور بہت ہین
جو بڑے بڑے مجتہدین سے واقع ہوچکی ہین اس قسم
کرنے نے انکو تو ضرر نہ دیا اور انکو منصب اجتہاد سے
گرا نہ دیا پھر یہہ تخریج امام رازی کو انکے منصب
اجتہاد سے کیونکر گرا سکتی ہے -

پھر ابن الکمال نے قدوری اور صاحب ہدایہ کو
تو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور
قاضیخان کو فقیہ ابن سے بابو جو کہ قدر

من المجتهدين مع تقدم القدوري
على شمس الائمة زمانا وكونه
اعلى منه كعبا واطول باعا فكيف
لا من قاضيخان واما صاحب
الهداية فهو المشار اليه في
في عصره والمعقود عليه الخناصر
في دهره وفريد وقته ونسيج
وحده وقد ذكر في الجواهر وغيره
انه اقر له اهل عصره بالفضل
والتقدم كالامام فخر الدين قاضيخان
والامام زين الدين العتابي وغيرهما
وقالوا انه فاق على اقرانه حتى على
شيوخه في الفقه واذعنوا له
به فكيف ينزل شانه عن قاضيخان
بمراتب بل هو احق منه بالا
جتهاد واثبت في اسبابه والزم
لابوابه هذا ثم لم يحصل من
بيانه فرق بين اهل الطبقة
الخامسة والسادسة وليت
شعري ان هذا الرجل باي
مقياس قاسهم ووجد

سے بہی زمانہ مین اور علم مین مقدم ہین تو
پہر قاضیخان سے کیونکر نہوگا - رہے صاحب
ہدایہ سو یہہ بہی اپنے (زمانہ مین جسمین
قاضیخان تہا) مشار الیہ تہے اور اپنے عہد
مین یکتا - جواہر وغیرہ مین کہا ہے کہ
صاحب ہدایہ کی اہل زمانہ (قاضیخان و امام زین الدین
عتابی) وغیرہ نے صاحب ہدایہ کا اپنے ہمعصرون
سے علم مین مقدم ہونا تسلیم کر لیا ہے اور کہا ہے
کہ وہ اپنے اقران و امثال بلکہ اپنے استاذون
سے فقہ مین فائق ہوگئے ہین جسکو انکی
استاذ بہی مان گئے ہین - پہر یہہ قاضیخان
سے اجتہاد مین کیونکر کم رتبہ ہوسکتے ہین
وہ تو قاضیخان سے زیادہ اجتہاد کا حق رکہتے
تہے اور اسکے اسباب کو زیادہ ثابت اور موجود
رکہنے والے اور اس اجتہاد کے دروازون مین پڑے
رہنے والے - پہر ابن الکمال کا بیان ایسا
ہے کہ اس سے اہل طبقۂ پنجم و ششم مین
کچہہ فرق معلوم نہین ہوتا - کاشکے مین
جانتا کہ اس شخص (ابن الکمال) نے کس پیمانہ
سے ان مجتہدین کو ماپا ہے اور کیونکر ان
مین یہہ فرق پایا - یہہ شخص اس بات مین

هذا التفاوت بينهم وهو قليل
المادسة في الباب كليل الموانسة
بمن ذكره في الكتاب ولا يعرف كثيراً
منهم وربما يجعل الواحد اثنين
ويعكس الامر ويقدم عما هو عليه
ويؤخر وينسب كثيراً من الكتب
لا الى صاحبها فكيف يعرف طبقاتهم
ويميز في الفقه درجاتهم والحال
ان العلم بهذه الكلية كالمتعذر بالنسبة
الى اجلة الفقهاء وائمة العلماء
فانهم كالحلقة المفرغة لا يدرى
اين طرفاها على ما يشير اليه قوله
تعالى وما نريهم من آية الا هي
اكبر من اختها يريد والله اعلم
ان كل آية اذا جرد النظر اليها
قال الناظر هي اكبر الايات والا
فلا يتصور ان يكون كل آية اكبر
من الاخرى من كل جهة للتناقض
ولكن لما كان الغالب على فقهاء
العراق السذاجة في الالقاب
وعدم التلون في العنوانات

کم مہارت تہا اور اون لوگون سے جنکا
کتاب مین ذکر لایا ہے کچہہ واقف نہ تہا۔
نہین سے بہت لوگون کو نہین پہچانتا
ایک شخص کو دو سمجہتا ہے اور دو کو
ایک۔ پہلے کو پچہلا بتاتا ہے اور پچہلے
کو پہلا۔ بہتیری کتابون ان لوگون کی
تصنیف بتاتا ہے جنکی وہ تصنیف نہین
ایسا شخص طبقات فقہاء کو کیونکر
پہچان سکتا ہے اور انکے درجات فقہ مین
کیونکر جان سکتا ہے۔ ان درجات کا
پہچاننا بڑے بڑے علماء اور آئمہ کی نسبت
محال معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی مثال
ایک حلقہ کیسی ہے جسکے دونون طرف معلوم
نہون چنانچہ اسی قول خداوندی کا کہ ہم جو
نشانی انکو دکہاتے ہین وہ ساتہہ والی سے بڑی ہوتی ہے اشارہ ہے
لیکن ابن الکمال کی غلطی اور دہوکہہ
کہانے کا منشا یہہ ہے کہ اکثر فقہاء
عراق کی عادات مین [illegible] اور القاب
و خطاب [illegible] مین غیر متلون مزاج ہو
[illegible] سلف
صالحین [illegible]

والمخالفة في الجري على منهاج السلف
في التجافي عن الالقاب الهايلة والاوصاف
الرذيلة والتحاشي عن التفوه بتلك
النفس واعجاب الحال تدينا وتصلبا
في الدين وعاونه بالكما كان الغالب
عليهم الخولة والاجتناب عن
ولاية القضاء وتناول الاعمال
السلطانية لان مفارقة الاتباع عادة
مفارقة عنهم ولاشعار هم
بخولة الى شعار غيرهم فكانوا
يأنفون من ذهابهم في الاكتفاء
والتمييز عن غيرهم باسماء
ساذجة يتبين لها العامة
ويتميز بها السوقة من الانسبة
الى الصناعة او القبيلة او القرية
او المحلة او نحو ذالك كالخصاف
والجصاص والقدوري والثلجي
والطحاوي والكرخي والصيرفي
فجاء المتاخرون منهم على منهاجهم
في الاكتفاء بها وعدم الزيادة
عليها في الحكايت عنهم واما التجا

اور تقضاء وغیرہ عہدہ سے کنارہ کشی
اجتناب وگوشہ نشینی اختیار کرنا یا بال
کیوں نہ اتباع سنت اسلف صدق بنا اور نہ غیر
اقوام کا طریق انہیں مموا ہوا تھا - وہ
سلف صالحین کی چال چلتے تھے اور ایک وضع
کے تمیز کے لئے سادہ القاب جنکو عام
لوگ بلکا سمجھتے ہیں اپنے لئے پسند کرتے
یا تمیز ان کے بیٹوں یا نواسوں کی طرف
منسوب ہونا جیسے خصاف (موچی)
جصاص (چونہ فروش یا چونہ ساز)
قدوری (ہنڈیا بیچنے والا یا قدوری
کے رہنے والا) ثلجی (برف بیچنے والا
یا ثلج بن اور کا بیٹا) طحاوی (طحا میں
رہنے والا) صیرفی (صرف بمعنی
رہنے والا) وعلی ہذا القیاس
متاخرین کا وقت آیا تو وہ بھی ان
اور ایسے کے نام اپنے لئے ان ہی
طریق پر کافی سمجھے اور ان سے زیادت
نقل کرنے کے وقت ان القاب سے
کچھ نہ بڑھایا لیکن اہل طراز اسامی خفتہ
ماور النہر کے ساکنین کو بخیلے اور بیخ

على اهل خراسان ولا سيما ما وراء النهر
في القرون الوسطى والمتاخرة فهو
المغالات في الترفع على غيرهم
واعجاب حالهم الذهاب
بانفسهم عجبا وكبرياء والتصنع
بالتواضع سمعة ورياء يستصغرون
الاحاديث عمن سواهم ولا يستكر
مون في معمورة الارض مثوى
غير مثواهم قد تصور كل منهم في
خلده ان الوجود كله يصغر
بالاضافة الى بلده فلا جرم
انتزع عرق منهم في علمائهم
فلقبوا بالالقاب النبيلة ووسموا
بالاوصاف الجليلة مثل
شمس الائمة وفخر الاسلام
وصدر الشريعة واستمرت الحال
في اخلاقهم على ذلك المنوال
من الاتراف والغلو في تنويه
اسلافهم والعض من غيرهم
فاذا ذكروا واحدا من انفسهم
بالغوا في وصفه وقالوا الشيخ

کے زبانون مین اپنے بڑائی کے اظہار مین
غلو ہوگیا تہا اور انمین عجب (خود پسندی)
اور تکبر غالب ہوگیا تہا وہ اگر تواضع
(فروتنی) کرتے تو برائے نمائش کرتے
اور دوسرے کی باتون کو حقیر سمجہتے اور تمام آبادی
زمین مین اپنی جگہ کے سوائے کسی جگہہ
کو بزرگ نہ جانتے - ان مین ہر ایک
اپنے دل مین خیال کرتا کہ بہ نسبت اس کی
بستی کے اور جگہہ کی ہستی ہیچ ہے - ان
ہی لوگون کی رگ علماء اس دیار کیطرف
نکل آئی انہون نے اپنے گروہ کے بڑے
بڑے لقب مقرر کرلئے جیسے شمس الائمہ
(امامون کا سورج) فخر الاسلام
(اسلام کی بڑائی) صدر الشریعۃ
(شریعت کے سردار اور افسر)
انکے اخلاق مین بہی غلو اور اپنے
شان و رتبہ کو اونچا کرنے اور دوسرون
کی بزرگی سے چشم پوشی کرنا جاری رہا -
جب اپنے علماء سے کسیکا نام لیتے ہین
تو انکے اوصاف و القاب مین یون مبالغہ کرکے
کہتے ہین کہ فلانے شیخ امام اجل زاہد

الامام الاجل الزاهد الفقيه
ونحو ذلك واذا نقلوا كلاما عن غيرهم
قالوا يزيدون على مثل قولهم قال الكرخي
والجصاص ونحوهما يقتدى بهم من
عداهم ممن يتلقى منهم الكلام فيطنب
بجهل باحوال الرجال ومراتبهم
في الكمال وطبقات العلماء ودرجات
فقههم فيأخذ في
الاستدلال بنباهة الاوصاف
على نباهة الموصوف فيحمله ذلك على
الاتكال فيما عداهم واستحقار الرجال
لله سواهم وقلّ كان ابن الكمال
على ولايه عمل الافتاء من جهة الدراية
فاحوجه ذلك الى مراجعة كتب
الفتاوى والاكثار من مطالعة ما
فيها في تحصيل ادبه والتعلم عن كتبه
ووقع نظره فيها سادبة على اهل ماوراء النهر
من رفع انفسهم والوضع من غيرهم
فانتزع اليهم وصار ذلك طبيعة
له وسببا لهجومه الى هذه التعكرات
البارده والتعسفات الدالة على

فقیہ نے یوں فرمایا ہے اور جب وہ اور اس
اقوال نقل کرتے ہیں تو ہر ایک زیادہ تر
بولتے کہ کرخی نے یوں کہا ہے
اور اوس جصاص نے یوں کہا ہے - پس اب ہی اطلے مقلد ہوتے
ہیں جو انکا کلام سنتے ہیں اور بہت سا
جو اوس شخص کے حالات اور مراتب کمال
ہوتے ہیں اور طبقات علماء اور درجات
فقہا اُن کی طرف سے بدظن ہو جاتے ہیں
القاب سے انکی بڑائی ثابت کرتے ہیں
اور جھوٹے القاب دے کر انکو القاب سے انکی نقص
ثابت کرتے ہیں - منجملہ یوں کہتے ہیں کہ یہ تو ایک
سوداگر بچہ فروش ہے یہ شمس الائمہ سرخسی کو کہنا
ہو سکتا ہے کیونکہ وہ شمس الائمہ الحلوانی کے
بیوپار میں حنفیہ کے مفتی ہوئے تو آپ
فتاووں کی کتابیں دیکھنے لگے اس بیوپار
میں انکی نظر اور انہوں پر بڑی جو ہے
آپکو بلند کرتے اور غیروں کو پست کرتے ہیں
لہذا انہیں بھی انکی رگ بھوٹ آئی اور
انکی عادت ہو گئی جو اوس تحکمات و دنگا و تنگی

اور تکلفات کی جانب ہجوم کرنے پر انکو باعث
ہوئی پھر انکا یہ فعل اور جاہلوں کے لئے ایک
حجت کیسے ہے وہ تجویز نہیں کرتے اور
کیسے کہ تو نہ ہے کسی کو ہتھ مقرر ہونے سے
نیچا یا اونچا کرنے میں وہ اس حد تک آگے
نہیں بڑھے ۔ انکو منکر ہے جو علماء مجتہد
کی کوئی بات نقل کیا اسے تو یہ بات تو ہیں
یہ مجتہد نہ تھا کیونکہ مجتہدوں کے طبقات میں
اسکا ذکر نہیں آیا اور یہ امر منفی نہیں ہے
کہ جن لوگوں کا کسی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے
وہ تو ایسے ہیں جیسا ہم ایک گروہ اور جماعت
عائشہ صدیقہ سے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے بہت سے
کو انکو ثابت نہیں ہیں جگہ دیں اس حدیث کو حاکم
وغیرہ نے صحیح کیا ہے ۔ وہ سب علماء (وجود اکثر
ابن الکمال کے طبقات میں مذکور نہیں ہوئے
امام ہیں اور زمین پر جن کی طرف لوگوں کو بلا نسبت ہے
لیکن یہ ایک دوسرے پر زیادتی ہے ۔

ما قاله حق لمن بعده من الجهلة	
فلا يراد دون عباد ولا يتعدد	
طورك في تنزيل العالي عن درجته	
ورفع نية فوق رتبة ۔ اونقل	
اليهم شئ من كبار العلماء وربما	
يقولون انه ليس من المجتهدين	
لانه ليس مدن كورفي طبقاتهم	
وغير مستور من اهل الشان	
ان ما اورده الرجل منهم في	
كتابه كنغبة من دلاء ة قربة	
في بحماء وعن عائشة رضي الله	
تعالى عنها قالت امرنا رسول الله	
صلى الله عليه وسلم ان ننزل	
الناس منازلهم صحيح الحاكم وغيره	
وكلام ائمة الدين ودعات	
الحق لا ازهر ولكن الله فضل	
بعضهم على بعض (الطور)	

یہ آخر کلام علامہ صاحب ناظورہ کا ہے جو اس باب میں اونہوں نے فرمایا ہے
اس کلام میں جو کچھ علامہ نے فرمایا ہے وہ اکثر حنفیہ وغیرہ علماء کے کتب میں موجود ہے جو ان
کی کسی بات کی اور علماء حنفیہ وغیرہ سے تصدیق و شہادت چاہے وہ ہمسے مطالبہ کرے ۔
اور ہم ہر یک دعوی پر متعدد شہادتیں دے سکتے ہیں ۔ سمروت بعضہ

اقوال علماء آپکی تائید مین پیش کرتے ہین - ہمارے اس زمانہ کے محقق حنفی مولوی
محمد عبد الحی صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ **النافع الکبیر لمن یطالع**
الجامع الصغیر مین علامہ ہارون کے اعتراضات کو جو ابن الکمال باشا کے طبقات
و تجویزات پر اونہون نے وارد کئے ہین نقل کرکے فرمایا ہے -

وهذه الانظار التي اوردها كلها
مستحكمة مضبوطة وقد كان
بعضها يخطر ببالي ويختلج بقلبي
الا ان خوف المجادلين كان لا يدعني
لذكرها الى ان ارسل الي بعض افاضل
العصر الكتاب المذكور فطالعت وانتفعت
وحمدت الله على حسن التوارد

یہہ اعتراضات جو علامہ ہارون نے وارد
کئے ہین سب کے سب محکم و مضبوط ہین -
یہہ اعتراضات میرے دل مین بہی
کہٹکا کرنے پر ناحق جہگڑنے والون کا خوف
مجہے انکے ذکر کرنے کی اجازت نہ دیتا تہا یہانتک
کہ بعض فضلائے زمانہ نے علامہ ہارون کی
کتاب میری پاس بہیجی تو مینے اسکا مطالعہ کیا
اور اس سے نفع اوٹہایا اور ان اعتراضات مین علامہ ہارون کی رائے سے توافق حاصل
ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا -

اسکے بعد مولوی صاحب ممدوح نے علامہ ہارون کی اس کلام کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۳)
مین منقول ہوا ہے کہ فقہاء عراق مین سادہ پن تہا اور فقہاء خراسان و ماوراء النہر مین
بڑائی اور تفاخر - اسکے بعد علامہ ہارون کے اس قول کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۶)
مین منقول ہوا کہ "مسائل مذہب حنفی کے تین طبقہ ہین - اور متون مختصرہ متاخرین
وقایہ و کنز و نقایہ وغیرہ ان متون مین سے نہین جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ جو مسئلہ
متون مین ہو وہ شرح والے مسائل سے مقدم ہے" - اسکے بعد مولوی صاحب ممدوح نے
مجتہدین کے اقسام کو بیان کیا ہے اور امام ابو یوسف و امام محمد کا اصول و فروع مین امام ابو حنیفہ
سے مخالف ہونا بیان فرمایا ہے جسمین ابن الکمال کی کلام کی تزئیف اور علامہ ہارون کی کلام کی

ضمیمہ نمبر ۲ مین بصفحہ ۱۵ منقول ہوا تائید بیانی حالتی ہے

واعلم ان مذهب الامام ابی حنيفة
اكثره ماخوذ عن الصحابة الذين نزلوا
بالكوفة ومن بعدهم من علماء بلدهم
الذم بمذهب ابراهيم عظيم الشان
في التخريج على مذهبه وكان اشهر
اصحابه ابو يوسف تولى قضاء القضاة
زمن هارون الرشيد فكان سببا
لشيوع مذهبه في اقطار العراق وبلاد
ما وراء النهر وغيرها وكان احسنهم
تصنيفا وجمعا محمد بن الحسن جمع
في تصانيفه رايه ورای شيخيه فنهج
اصحاب ابی حنيفة الى تلك التصانيف
تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتاسيسا
وانما عدمذهب ابی يوسف ومحمد
مذهب ابی حنيفة مذهبا واحدا
مع انهما مجتهدان مستقلان -
لا نهما مع مخالفتهما له في الاصول
والفروع لم يتجاوزا عن مجمة ابراهيم
وغيره من علماء الكوفة كذا قال
المحدث ولی الله الدهلوی في رسالة

آپ فرماتے ہین امام ابو حنیفہ کا مذہب
اکثر ان صحابہ سے ماخوذ ہے جو کوفہ مین نازل ہوئے
انکے سوائے وہان کے تابعین سے اور
ابراہیم نخعی انکے مذہب کے تخریج کرنے
مین عظیم الشان ہین - آپکے سب سے بڑے
شاگرد (ابو یوسف) قاضی القضاۃ ہارون
کے زمانہ مین قاضیون کے قاضی بنے ہین
امر ملک عراق وماوراء النہر وغیرہا مین انکے مذہب
کا سبب ہوا اور آپکے شاگردون مین
امام محمد کو تصنیف کا ڈھب خوب آتا تھا انہون
نے اپنی تصانیف مین اپنے اور اپنے استاد
ابو حنیفہ کی رائے کو جمع کیا - حنفیہ علماء نے
ان تصانیف (امام محمد) کے خلاصہ
نکالنے اور انکو قریب الفہم کرنے اور انہین سے
تخریج کرنے اور انکی بنا پر اور تالیف کرنے
کی طرف توجہ کی تو ابو یوسف و محمد کا مذہب ابو حنیفہ کے مذہب مین
شامل ہو کر ایک سمجھا گیا باوجودیکہ وہ دونون صاحب درجہ
مین امام ابو حنیفہ کے مخالف ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ انہون نے
ابراہیم نخعی وغیرہ علماء کوفہ کی طریق اجتہاد سے
تجاوز نہین کیا - اسی طرح محمد شاہ ولی اللہ دہلوی نے

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف
واعلم ان المجتهد علی اقسام ثلثة احدها
المجتهد المطلق المستقل ومن شروطه
فقه النفس وسلامة الذهن وصحة
التصرف والاستنباط والتیقظ ومعرفة
الادلة والآتها المذکورة فی الاصول
وشروطها ومع الفقه والضبط لامهات
المسائل وثانیها المجتهد المطلق المنتسب
الی امام معین من الائمة المجتهدین
لکن لا یقلده لا فی المذهب ولا فی الدلیل
لاتصافه بآلات الاجتهاد وانما انتسب
الیه لسلوکه طریقه فی الاجتهاد
وثالثها المجتهد فی المذهب
وهو ان یکون مقیدا بمذهب
امام مستقلا بتقریر اصوله بالدلیل
غیر انه لا یجاوز فی ادلة اصول
امامه وقواعده وشرط کونه عالما بالمذهب
واصوله وادلة الاحکام تفصیلا
وکونه بصیرا بمسالک الاقیسة
والمعانی تام الارتیاض فی التخریج
والاستنباط بقیاس غیر المنصوص علیه علی النصوص

اپنے رسالہ (انصاف فی بیان سبب اختلاف) مین کہا ہے
(یہہ بہی) جان لے کہ **مجتہد تین قسم** ہین
ایک **مجتہد مطلق** مستقل اسکی شرط یہہ ہے
کہ اسکی ذات (یا طبیعت) مین قوت اجتہاد و سلامت
ذہن و صحت تصرف و استنباط و بیدار مغزی و معرفت
دلائل شرعیہ اور انکی آلات کو (جو علم اصول مین
مذکور ہین) اور ضبط مسائل اصول موجود ہو۔
قسم دوم مجتہد مطلق منتسب یہہ وہ ہے
جو کسی مجتہد کیطرف منسوب ہو لیکن وہ اسکا
مقلد نہو نہ اصول مین نہ فروع مین کیونکہ
وہ خود اسباب اجتہاد کا محل ہوتا ہے اسکا کسی امام
کیطرف منسوب ہونا صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنے اجتہاد
مین اس امام کے طریق پر چلتا ہے **قسم سوم**
مجتہد فی المذہب۔ یہہ وہ ہے کہ کسی امام کے مذہب
کا پابند ہو اور اپنے اصول کے تقریر و دلائل بیان
کرنے مین مستقل ہو۔ پہر وہ ان اصول و دلائل
مین امام کے اصول و دلائل کی مخالفت نہ کرتا ہو
اسکی شرط یہہ ہے کہ وہ اس مذہب کے اصول و دلائل
سے بخوبی واقف ہو اور اسکی تخریج و استنباط کا
پورا مشق رکہتا ہو یہہ شخص تقلید سے خالی نہین
ہوتا کیونکہ اسمین بعض اسباب اجتہاد

(۲۹۲)

لعلمه باصول مامه وبعرفه
عن تقليد لامامه لا خلاله
ببعض اداوات الاجتهاد لستقل
كالنحو والحديث ونحو ذلك كذا
ذكره ابن حجر المكي في رسالته
فتن الغارة على من اظهر عبارة
تقوله في الحنا وعوارع اما القسم
الاول فما يتصف به الائمة الاربعة
ومن بعدهم وقال ابن حجر قال
ابن الصلاح ان هذه المرتبة قد انقطعت
من نحو ثلثمائة سنة ولابن الصلاح نحو
ثلثمائة فيكون انقطعت من نحو ستمائة
سنة قال نقل ابن الصلاح عن بعض الاصوليين
انه لم يوجد بعد عصر الشافعي مجتهد مستقل
وفي الميزان لعبد الوهاب الشعراني قد نقل
الجلال السيوطي ان الاجتهاد المطلق على قسمين
مطلق غير منتسب كما عليه الائمة الاربعة
ومطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم
قال ولم يدع الاجتهاد المطلق غير
المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام
محمد بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى
لكن النقل من الميزان الشعراني انه قال

مثل مسلم فرد حدیث وغیرہ کا انقصان
بڑا عالم ہے۔ ایسا ہی ابن حجر نے

رسالہ شن الغارہ

مین کہا ہے۔ قسم اول اجتہاد مطلق
اربعہ اور انسے پہلے مجتہدون مین پایا جاتا
ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن صلاح
نے فرمایا ہے کہ یہ مرتبہ تین سو
برس سے موقوف ہو چکا ہے۔
اور تین سو برس ابن الصلاح کو ہوئے تھے
مین۔ تو ابلاغ ین صدی مین جو ابن
حجر کا زمانہ ہے) اس رتبہ کے انقطاع
کو چھ سو برس ہوئے۔ بلکہ ابن الصلاح نے تو بعض
اصولیین سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ زمانہ امام
شافعی کے بعد مجتہد مستقل کوئی نہین ہوا شعرانی
کی میزان کبریٰ مین ہے کہ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے
کہ اجتہاد دو قسم ہے اجتہاد مطلق غیر منتسب
جیسا ائمہ اربعہ تھے۔ اجتہاد مطلق منتسب
جیسا انکے اکابر شاگردان یا (اہل مذہب)
نے کہا کہ اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی
ائمہ اربعہ کے بعد بجز امام محمد بن جریر طبری
کسی نے نہین کیا۔ اور انکا دعوی بھی مانا نہین گیا۔
ایسا ہی امام الحرمین سے بھی میزان شعرانی مین نقل کیا ہے

+ یعنی نہین مانا جیسا کہ پہلے ہم صاحب تاج کبیر سے (۱۲ منہ) مین منقول ہوگا کہ ہر شخص ہر درجہ مجتہد مطلق نہین ہو سکتا
اجتہاد کا ہونا تو ہم انکار نہین ہے۔ دیکھو میزان الشعرانی مطبوعہ اہل مطبوعہ ۱۲ منہ) مین کسی دوسرے نقل کیا ہے جب نہ کوئی مجتہد

وقال بحر العلوم اللكنوي في شرح تحرير
الاصول اعلم ان بعض المتعصبين
قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة
الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم
والاجتهاد في المذهب اختتم على العلامة
النسفي صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد
في المذهب وهذا غلط ورجم بالغيب
فان سئل من اين علمتم هذا لا يقدرون
على ابداء الدليل اصلا ثم هو تحكم على
قدرة الله تعالى فمن اين يحصل علم
ان لا يوجد الى يوم القيمة احد
يتفضل الله عليه بمقام الاجتهاد
فاجتنب عن مثل هذه التعصبات انتهى
وقال هو ايضا في شرح مسلم الثبوت
من الناس من حكم بوجوب خلو الزمان
عن المجتهد بعد العلامة النسفي
وعنوا به الاجتهاد في المذهب واما الا
جتهاد المطلق فقالوا انه اختتم بالائمة
الاربعة حتى اوجبوا تقليد واحد من
هؤلاء على الامة وهذا كله هوس
من هوساتهم لم يأتوا بدليل ولا

پہر فرمایا کہ بحر العلوم لکنوی نے شرح
تحریر ابن الہمام مین فرمایا ہی تو جان لے
بعض متعصبون نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ائمہ
اربعہ پر ختم ہو چکا انکے بعد مجتہد مطلق کوئی
نہین ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی
صاحب کنز پر ختم ہوا ہے اسکے بعد مجتہد فی
المذہب کوئی نہین یہہ بات غلط اور غیب سے
پتہر مارنا ہے اگر کوئی انسے پوچہے کہ یہہ بات تم نے
کہان سے جانی تو اسپر دلیل پیش نکر سکین گے
پہر یہہ تو خدا تعالی کی قدرت پر دہنگا دینگے
کا ایک حکم لگانا ہے یہہ کہان سے معلوم ہو سکتا ہے
کہ قیامت تک خدا تعالی کسی پر منصب اجتہاد کا
فضل نکریگا ایسے تعصبات سے بچنا چاہئے
اور بحر العلوم نے شرح مسلم مین
فرمایا ہے بعض لوگون نے علامہ نسفی کے
بعد مجتہد فی المذہب سے تمام زمانہ کے خالی
ہو جانیکا حکم لگا دیا ہے - اور اجتہاد
مطلق تو وہ ائمہ اربعہ ہی پر ختم کر چکے
ہین یہانتک کہ تمام امت یہان ہی مین سے
کسی نہ کسی کی تقلید واجب سمجہتے ہین یہہ سب انکی
ہوسین ہین جنپر وہ کوئی دلیل نہین لائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لیعبأ بکلامهم وانما هم من الذین
حکم الحدیث علیهم انهم فتنوا بانفسهم فضلوا واضلوا ولم یفهموا ان هذا
اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمهن الا
الله انتهی والحاصل ان من ادعی
بانه قد انقطعت مرتبة الاجتهاد
المطلق المستقل بالائمة الاربعة
انقطاعا لا یمکن عوده فقد غلط و
خبط فان الاجتهاد رحمة من الله سبحانه
ورحمة الله لا تقتصر علی زمان دون
زمان ولا علی بشر دون بشر ومن
ادعی انقطاعها فی نفس الامر مع امکان
وجودها فی کل زمان فان اراد
انه لم یوجد بعد الاربعة مجتهد
اتفق الجمهور علی اجتهاده وسلموا
استقلاله کاتفاقهم علی اجتهادهم
فهو مسلم والا فقد وجد بعدهم
ایضا ارباب الاجتهاد المستقل
کابی ثور البغدادی وداؤد الظاهری
ومحمد بن اسمعیل البخاری وغیرهم علی
ما لا یخفی علی من طالع کتب الطبقات

اور انکی اس کلام کا کچھ بھی اعتبار نہین۔
یہہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین حدیث نبوی کا یہہ
حکم ہے کہ انہون نے لاعلمی سے فتوی دیا پس خود
گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ انہون
نے یہہ نہ سمجھا کہ یہہ بات تو اون پانچ غیبی
باتون سے ہے جنکا علم بجز خدا تعالی کسی کو نہین
ہے۔ اس کلام کا حاصل (مولوی صاحب
فرماتے ہین) یہہ ہے کہ جو یہہ دعوی کرے کہ اجتہاد
مطلق مستقل ائمہ اربعہ پر ایسا ختم ہوا ہے جسکا کہ
پھر کسی سے ہونا ممکن نہین ہے تو اسنے غلط کہا
اور خبط کیا کیونکہ اجتہاد خدا کیطرف سے رحمت ہے
وہ کسی زمانہ اور کسی بشر سے مخصوص نہین
اور جو یہہ دعوی کرے کہ ائمہ اربعہ کے بعد مجتہد
مستقل کا ہونا ممکن تو تھا پہ یہہ امکان وقوع
مین نہین آیا اور انکے بعد ایسا مجتہد کوئی نہین ہوا
اسکی مراد اگر یہہ ہے کہ انکے بعد ایسا مجتہد مستقل
کوئی نہین ہوا جسکے اجتہاد کو سب نے مان لیا
ہو جیسا کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو سب نے مان لیا
ہے تو یہہ دعوی مسلم ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ انکے
بعد کسی کا مجتہد مستقل ہونا کسی نے بھی نہین مانا تو
یہہ غلط ہے۔ ائمہ اربعہ کے بعد بھی مجتہد مستقل ہوئے ہین

وامّا القسم الثاني فاتصف
به ابو يوسف ومحمد وغيرهما
من اصحاب ابي حنيفة وفي الشافعية
كثيرون بلغوا هذه المرتبة
كالنووي وابن الصلاح وابن
دقيق العيد وتقي الدين السبكي
وابنه تاج الدين السبكي والسراج
البلقيني وابن الزملكاني والسيوطي
وغيرهم ممن حاصرهم او تقدمهم
على ما ذكره السيوطي في حسن المحاضرة
في اخبار مصر والقاهرة و
غيره وفي الانصاف انقرض
المجتهد المطلق المنتسب في مذهب
ابي حنيفة بعد المائة الثالثة و
ذلك لانه لا يكون الا مجتهدا جيدا
واشتغالهم بعلم الحديث قليل
قديما وحديثا وانما كان فيه
المجتهدون في المذهب وهذا
الاجتهاد اراد من قال ادنى
الشروط للمجتهد ان يحفظ البسوط
وقيل المجتهد المنتسب في مذهب

جیسے ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری
اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ جنکا حال
ناظرین طبقات پر مخفی نہیں ہے۔ **قسم**
دوم اجتہاد امام ابو یوسف اور امام
محمد وغیرہ امام ابو حنیفہ کے شاگردان اور
متبعین میں پایا جاتا ہے۔ شافعیہ میں اس
رتبہ اجتہاد کو بہت لوگ پہنچے ہیں جیسے
امام نووی۔ ابن الصلاح۔ ابن دقیق العید۔
تقی الدین سبکی اسکا بیٹا تاج الدین سبکی
سراج الدین بلقینی۔ ابن الزملکانی سیوطی
وغیرہ جو ان ائمہ کے ہمعصر تھے یا ان سے پہلے
گذر چکے تھے چنانچہ امام سیوطی نے (حسن
المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ) میں ذکر کیا
ہے **اور انصاف** (تالیف شاہ ولی اللہ
صاحب) میں ہے مجتہد مطلق منتسب امام
ابو حنیفہ کے مذہب میں تیسری صدی کے
بعد گذر چکے کیونکہ مجتہد مطلق جید محدث
ہوتا ہے اور ان لوگوں کا شغل علم حدیث سے
زمانہ قدیم وجدید میں کم رہا ہے انمیں مجتہد
فی المذہب ہی رہے ہیں۔ یہی اجتہاد فی المذہب
اس شخص کی مراد ہے جسنے کہا ہے کہ مجتہد کے لیئے

297

مالك وكل من كان منهم بهذه المثا
فانه لا يعد تفرده وجمعه في المذهب
كابن عبد البر وابي بكر بن العربي
واما مذهب احمد فكان قليلا
قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون
طبقة بعد طبقة الى ان انقرض في
المائة التاسعة واضمحل في اكثر
البلاد العصم الاناس قليلون بمصر
بغداد واما مذهب الشافعي فاكثر
المذاهب مجتهدا مطلقا ومجتهدا في
المذهب واكثر المذاهب اصولا
ومتكلما واوفرها مفصلا للقرآن وشدحا
للحديث واسندها اسنادا ورواية
وكان اوائل اصحابه مجتهدين
بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده
في جميع مجتهداته حتى نشأ ابن سريج
فاسس قواعد التقليد والتخريج
ثم جاء اصحاب يمشون في سبيله
وينهجون على منواله ولذلك بعد
من المجددين على راس المائتين الشيخ
واما القسم الثالث فاتصف
به كثيرون من اصحاب الحنفية كما

کہ سے کم کتاب مبسوط امام محمد کا یاد ہونا
شرط ہے - اگلی مذہب مین مجتہد منتسب کم
ہوئے ہین انمین سے جو شخص اس رتبہ تک پہنچا
ہے (جیسے ابن عبدالبر اور ابوبکر بن عربی)
انکا قول اگلی مذہب کی ایک روایت متصور
ہین - امام احمد کا مذہب پہلے اور نئے
زمانہ مین کم رہا ہے انمین طبقہ بطبقہ مجتہد مطلق
چلے آئے یہانتک کہ نویں صدی مین وہ سلسلہ تمام
ہوئے اور یہہ مذہب اکثر شہرون مین مضمحل
ہوگیا بجز مصر و بغداد کہ وہان چند لوگ
اس مذہب کے رہے - اور شافعی مذہب
انمین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور
اصول اور مفسر اور حدیث کے شارحین سب
مذاہب سے زیادہ ہوئے ہین اور یہہ مذہب
اسناد و روایت مین سب سے بڑھکر ہے
اس مذہب کے پہلے لوگ تو مجتہد مطلق
تھے انمین کوئی ایسا نہ تھا کہ امام شافعی کا سا سبھی
اجتہادی مسائل مین مقلد ہو یہانتک کہ ابن سریج
پیدا ہوا اور اسنے تقلید و تخریج کا طریق نکالا
اسکے بعد جو آیا اسنے وہی طریق اختیار کیا
اسی وجہ سے ابن سریج دوسری صدی کے مجددین
(نئے طریق نکالنے والون) سے شمار ہوا اب

ذکرہ مفصلاً وفی بلغۃ المذاہب ایضا کثیرون بلغوا ھذہ المرتبۃ

رہا قسم سوم اجتہاد سو حنفیون مین سے بہت لوگون مین پایا جاتا ہے اور باقی مذاہب کے لوگون سے بھی اس رتبہ کو بہت لوگ پہنچے ہین۔

اسکے بعد مولوی صاحب موصوف نے کتاب اعلام الاخیار کفوی اور ردالمحتار حاشیہ دُرالمختار سے مسائل مذہب حنفی کے تین درجات بیان کیے ہین بعینہٖ اس بیان کے مطابق جو علامہ ہارون سے ضمیمہ نمبر ۵ مین بصفحہ (۳۰۸) منقول ہو چکا ہے

لعلک تتفطن من ھذا البحث انہ لیس کل ما فی الفتاوی المعتبرۃ المتداولۃ کالخلاصۃ والظھیریۃ وفتاوی قاضیخان وغیرھا من الفتاوی التی لم یتمیز اصحابھا بین المذاہب والتخریج وغیروا قول ابیحنیفہ و صاحبیہ بل منھا ما ھو منقول عنھم ومنھا ما ھو مستنبط الفقھاء و منھا ما ھو مخرج الفقھاء فیجب علی الناظر فیھا ان لا یقیاسر علی نسبۃ کل ما فیھا الیھم بل یمیز بین ما ھو قولھم وما ھو مخرج من بعدھم ومن لم یتمیز بین ذلک وبین ھذا اشکل الامر علیہ الا تری ان مسئلۃ العشر فی العشب بحث الحیاض فان الفتاوی مملوۃ

اسکے بعد فرمایا ہے شاید تو نے اس بحث سے سمجھ لیا ہوگا کہ جو مسائل ان گڈمڈ فتاوون مین (جیسے خلاصہ ظہیریہ قاضی خان وغیرہ جو اصل مذہب اور اسکی تخریج مین تمیز نہین کرتے) پائے جاتے ہین یہ سبھی امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردون کے اقوال نہین ہین بلکہ بعض انمین سے ان ائمہ سے منقول ہین بعض فقہا کے مستنبط مسائل بعض فقہا کی تخریجات۔ لہٰذا ان مسائل مین نظر کرنیوالون کو چاہیے کہ ان سب مسائل کو اون ائمہ کی طرف منسوب کرنے مین دلیری نکریں بلکہ اصل قول اور اسکی تخریج مین تمیز کرلین۔ جو یہ تمیز نہین کرتا اسکو بہت سے مسائل مین اشتباہ و اشکال پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو مسئلہ عشر

298

من اعتباره والفتوى عليه مع انه
ليس مذهب صاحب المذهب وانما
مذهبه كما صرح به محمد في الموطأ و
قدماء اصحابنا هو انه لو كان الحوض
بحيث لا يتحرك احد جوانبه بتحريك
الجانب الآخر لا يتنجس بوقوع النجاسة
فيه والا يتنجس ومن لم يتقنه وظن
انه مذهب صاحب المذهب تعسر
عليه الامر في تاصيله على اصل شرعي
معتمد عليه وقد حققت هذا
البحث بما لا مزيد عليه في شرح شرح
الوقاية فليراجع وكذلك مسئلة
الاشارة في التشهد فان كثيرا من
كتب الفتاوى متواترة على منعها
وكراهتها فيظن الناظرون فيها
انه مذهب ابي حنيفة وصاحبيه
فيشكل عليهم الامر بورود احاديث
متعددة قولية وفعلية تدل على
جوازها وسنيتها قال علي القاري
المكي في رسالته تزئين العبارة
لتحسين الاشارة بعد ما ذكر

متاخرین کے فتاوے اسکی معتبری بیان کرنے
اور اس پر فتوی دینے سے پر نہین باوجودیکہ
یہہ اصل مذہب نہین ہے اصل مذہب حنفی
(چنانچہ امام محمد نے موطا مین اور ہمارے کئی قدیم
علما نے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ اگر حوض اتنا وسیع
ہو کہ اسکی ایک جانب کے پانی کو ہلانے سے
دوسری جانب نہ ہلے تو اسکی ایک جانب مین
نجاست پڑجانے سے دوسری جانب نجس
نہین ہوتی - جو اسبات کو خوب نہین سمجھتا
اور وہ دردہ کو اصل مذہب حنفی سمجھتا ہے
اسپر اس مسئلہ کے لیئے کوئی شرعی اصل نکالنا
مشکل ہو جاتا ہے - ایسا ہی التحیات مین اشارہ
بالسبابہ کا مسئلہ ہے بہت سے فتاوون کا
اسکی ممانعت وکراہت پر اتفاق ہے اون فتاوون
کو دیکھنے والا یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ امام ابو حنیفہ
اور انکے شاگردون کا مذہب ہے پھر اسکو یہہ
شبہ پیدا ہوتا ہے نہ بہت سے حدیثین قولی و
فعلی اس اشارہ کے جواز و مسنون ہونے پر شاہد ہین
پھر اس مذہب کراہت وممانعت کی کیا اصل ہے
ملا علی قاری نے رسالہ تزئین العبارۃ لتحسین
الاشارۃ مین احادیث رفع سبابہ کے نقل

الاخبار والدالة على الاشارة لم يعلم
من الصحابة ولا من علماء السلف خلاف
في هذه المسئلة ولا في جواز الاشارة
بل قالوا بها ائمتنا الاعلام واصحابه
وكذا مالك والشافعي واحمد وغيرهم
علماء الامصار والاعصار وقد
نص عليه مشائخنا المتقدمون والمتاخرون
فلا اعتداد لما ترك هذه السنة
الاكثرون من سكان ماوراء النهر واهل
خراسان والعراق وبلاد الهند ممن
غلب عليهم التقليد وفاتهم التحقيق
والتاييد من التعلق بالقول السديد
وقد ذكر محمد في موطائه حديثا في
ذلك ثم قال وبه نأخذ رسول الله صلى
الله عليه وسلم ناخذ وهو قول ابي
حنيفة ونقل الشمني شارح النقاية انه قال
ابو يوسف في الامالي انه يعقد الخنصر
والبنصر ويحلق بالوسطى والابهام
تشير بالسبابة انتهى كلامه ملخصا
ثم قال علي القاري وقد اغرب الكيداني
حيث قال والعامة من الحرمين لا تشير

کرنیکے بعد کہا ہے کہ صحابہ اور پچھلے علما کا
اس مسئلہ مین اختلاف نہین ہوا۔ بلکہ خود
امام اعظم اور انکے شاگردون اور امام مالک
وشافعی وامام احمد وغیرہ سبھی مہرون اور
زمانون کے علما اسکے قائل ہین اور ہمارے
مشائخ متقدمین ومتاخرین بھی اسکو تصریح بیان
کر چکے ہین پھر جو اکثر ماوراء النہر وخراسان و
عراق وہند کے رہنے والون نے (جنپر
تقلید غالب ہو گئی ہے اور انسے تحقیق فوت
ہوئی ہے) اسکو ترک کر رکھا ہے اسکا کچھ
بھی اعتبار نہین۔ امام محمد نے اپنے موطا مین
باسناد مین حدیث وارد کی ہے پھر فرمایا
کہ ہم بھی آنحضرت اس فعل پر عمل کرتے ہین
اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ اور شمنی نے
شرح نقایہ مین کہا ہے کہ امام ابو یوسف نے
امالی مین فرمایا ہے کہ اشارہ کرنیکے وقت
سب سے چھوٹی انگلی اور اسکی ساتھ والی
کو اکٹھا کرلے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھی
کا حلقہ بنا وے اور کلمے کی انگلی اٹھاوے
یہہ کلام شمنی کا خلاصہ ہے۔ پھر ملا علی قاری نے
کہا ہے کہ کیدانی نے انوکھی بات کہی ہے

بالسبابة كاهل الحديث اى مثل اشارة
جماعة يجوز العمل بحديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم وهذا منه خطأ عظيم
وجرم جسيم منشأه الجهل عن
قواعد الاصول ومراتب الفروع من
النقول ولو احسن الظن بروتأويل
كلامه بسببه لكان كفرا صحيحا وارتدادا
صريحا فكيف يحل للمؤمن ان يجزم بما
ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما كاد ان يكون متواترا في نقله ويمنع
جواز ما عليه عامة العلماء كابرا عن كابر
استخفافا فظهر منه ان قول النهى المذكور
في الفتاوى انما هو من تخريجات المشائخ
لا من مذهب صاحب المذهب فقس
عليها مثاله وهى كثيرة لا تخفى على
المحقق واذا عرفت هذا
فيسهل الامر في دفع طعن المعاندين
على الامام ابى حنيفة وصاحبيه
فانهم طعنوا في كثير من المسائل المدونة
في فتاوى الحنفية انها مخالفة
للاحاديث الصحيحة وانما ليست

جہان یہہ کہدیا ہے کہ دسواں فعل حرام نماز
مین اشارہ کرنا ہے جیسے الحدیث کرتے
ہین اسکا یہہ کہنا بڑا گناہ اور بھاری جرم
ہے جسکا منشا وسبب قواعد اصول و مراتب
فروع سے جہالت ہے اگر حسن ظنی اور اسکے
سبب تاویل کی گنجایش نہوتی تو اسکا کفر ثابت
ہوچکا تھا اور مرتد ہونا کھلا کھلا تھا تبھی
کوئی مومن آنحضرت صلعم کے ایسے فعل کو جسکی
نقل تواتر کے قریب ہو حرام کہہ سکتا ہے؟
اور اس فعل سے جسپر اکابر علماء چلے آئے ہین
منع کرسکتا ہے؟ ملا علی قاری کا کلام تمام
ہوا۔ اس سے ظاہر ہو کہ جو فتاوون مین
مخالفت حدیث مذکور ہے یہہ اصل مانی
مذہب کا قول نہین ہے۔ صرف علماء
مذہب کی تخریجات سے ہے۔ انہپر اسکے نظائر
کو قیاس کرلے۔ جب تو نے یہہ
جان لیا تو اب تجھکو امام ابوحنیفہ اور
انکے شاگردون کے معاندین کے طعنون کو جواب
دینا آسان ہوگیا انہون نے بہت مسائل
پر جو حنفیون کے فتاوون مین درج ہین
یہہ طعن کیا ہے کہ یہہ صحیح حدیثون کے خلاف ہین

مناصلة على اصل شرعي ونحو ذلك
وجعلوا ذلك ذريعة الى طعن الائمة
الثلثة فلنا منهم انها مسائلهم و
مذاهبهم وليس كذلك بل هي من
تفريعات المشائخ استنبطوها من الاصول
المنقولة من الائمة فوقعت مخالفة
للاحاديث الصحيحة فلا طعن بها على
الائمة الثلثة بل ولا على المشائخ
ايضا فانهم لم يقروها مع علمهم بكونها
مخالفة للاحاديث لازم يكونوا مقلدين
في الدين بل من كبراء المسلمين بهم
وصل الينا ما وصل الينا من فروع
الدين بل لم يبلغهم تلك الاحاديث
ولو بلغتهم لم يقروا على خلافها فما
فهم في ذلك معذورون ومأجورون

اور انکے لیئے شرع مین کوئی اصل نہین ہے
اور اس امر کو انہون نے ان اماموں پر طعن کرنے
کا ذریعہ بنا لیا ہے یہ سمجھکر کہ یہ مسائل ان
اماموں کے مسائل ہین اور انکے مذاہب مین
داخل - اور حقیقت مین بات یون نہین ہے مسائل
تو صرف حنفی علماء کے مسائل ہین جو انہون نے
اصول ائمہ سے استنباط کیئے ہین پھر وہ احادیث
صحیحہ کے مخالف نکلے - لہذا ان مسائل کے
سبب اون تین اماموں پر طعن نہین ہو سکتا -
بلکہ اون علماء (ان مسائل کے استنباط کرنیوالون)
پر بھی طعن مناسب نہین کیونکہ انہون نے دیدہ
و دانستہ احادیث کا خلاف نہین کیا اور
نہ ان مسائل کو احادیث صحیحہ کے مخالف
جانکر قائم رکھا ہے وہ دین سے ہنسی کرنیوالے
نہ تھے بلکہ وہ بڑے مسلمان سے تھے بنکے سبب
ہمکو مسائل دین پہنچے ہین انکو وہ حدیثین نہین پہنچی اور اگر انکو وہ حدیثین پہنچ جاتین
تو وہ ان احادیث کے برخلاف ان مسائل کو قائم و مقرر نہ رکھتے - اسلیئے وہ ان
مسائل مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرنے مین معذور ہین اور ان مسائل مین خطا
کرنے پر ماجور -

اسکے بعد مولوی صاحب نے امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ سے نقل کیا ہے کہ جب ہمارے
اقوال احادیث صحیحہ کے مخالف ہون تو انکو ترک کرو اور احادیث صحیحہ پر عمل کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فبناء على هذا امكن لنا ان نورد تقسيما
اخر للمسائل فنقول الفروع المذكورة في
الكتب على طبقات الاولى المسائل الموافقة
للاصول الشرعية المنصوصة في الايات
السنن النبوية والموافقة لاجماع الامة او
قياسات ائمة الملة من غير ان يظهر على خلافها
نص شرعي جلي او خفي والثانية المسائل التي
دخلت في اصول شرعية ودلت عليها
بعض آيات او احاديث نبوية مع ورود
بعض آيات دالة على عكسها واحاديث ناصة
على نقضها لكن دخولها في الاصول من حيث
اصح واقوى مما يخالفها ورودها من سبيل
اضعف واخفى وكلا هذين القسمين
هو القبول كما دل عليه المعقول والمنقول
والثالثة التي دخلت في اصول شرعية
مع ورود ما يخالفها بطرق صحيحة قوية
فالحكم فيه لمن اوتي العلم والحكمة
اختيار الارجح بعد وسع النظر ودقة
الفكرة ومن لم يتيسر له ذلك فهو مجاز
في ما هنالك والرابعة التي لم يستوجح
الامر الى احد وخالفه دليل قوة فريقا بل

پھر فرمایا کہ اس بنا پر ہم مسائل مذہب حنفی کو
ایک اور تقسیم بیان کر سکتے ہیں وہ یہ کہ مسائل
مذہب حنفی کے پانچ طبقہ (درجہ) ہیں اول وہ مسائل
جو اصول شرعیہ آیات واحادیث واجماع امت
کے موافق ہیں یا وہ قیاس مجتہدین کے موافق ہیں
اور کوئی نص آیت وحدیث کے مخالف نہیں ہے
درجہ دوم وہ مسائل جو بعض آیات و
احادیث کے موافق ہیں اور بعض آیات احادیث
کے مخالف۔ پر جن آیات واحادیث کے وہ
موافق ہیں وہ ثبوت اور دلالت میں زیادہ
قوی ہیں۔ ان دو قسموں کا حکم یہ ہے کہ وہ
مقبول ہیں بنا بر معقول ومنقول اسپر شاہد ہے
درجہ سوم وہ مسائل جو دلائل شرعیہ کے
موافق ہیں پر ویسے ہی صحیح وقوی دلائل انکے
مخالف بھی ہیں تو ان مسائل کا حکم یہ ہے کہ جسکو علم اور تبحر ہو
وہ اپنے فکر ونظر کو کام میں لاکر جس طرف ترجیح
دیکھے اسکو اختیار کرے۔ اور جسکو یہ قوت ترجیح
میسر نہ ہو وہ خود مختار ہے جس جانب چاہے عمل
کرے **درجہ چہارم** وہ مسائل جنپر صرف قیاس
شاہد ہے اور کتاب وسنت واجماع کی شہادت انکے
خلاف ہے۔

ع نظر بعض آیت قرآن سے اختلاف نہیں رکھتی ہو دیکھو ترجمہ صفحہ ۱۶ مطبوعہ ۱۳۱۸ھ

الا لقد اس فحکم ترک الاولی و خیار الله
وهو عین التقلید شر ترک التقلید
فحاصله انه یجب علیها دلیل شرعی لکل
لاستة والاجماع والقیاس مجتهد جلی
او خفی بالصراحة او بالدلالة او الاشارة او العبارة
متاخرین الذین یقلدون فرق ابا آنهم و
مستفتین فحکم الظهر والجمر
فاحفظ هذا التفصیل فانه قل من طلع
علیه فهاهنا ضل کثیر عن سواء السبیل

استلا حلہ ہے اور قیاس کو ترک کیا جاوے
اور اس سے اعلیٰ و اکمل کتاب و سنت و اجماع
کے مطابق عمل کیا جاوے۔ **درجہ پنجم**
وہ مسائل جن پر کتاب اللہ کی شہادت پائی
جاتی ہو۔ نہ حدیث کی۔ اجماع کی۔ نہ قیاس کی
بلکہ وہ ان متاخرین کے جو اپنے بزرگوں اور پہلے
علماء کے مقلد ہو رہے ہیں۔ بنائے ہوئے
مسائل ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے۔ اللہ و رسول کو چھوڑ دیا ہے
اور توڑ دیا ہے۔ **اس تفصیل کو یاد رکھو کہ**

ہے کہ ہوگیا۔ الف ہیں۔ اور اس کو چھوڑنے سے بہت لوگ گمراہ ہوئے ہیں۔ اس سے بہک
گئے ہیں۔

ناظرین و مترجم کہتا ہے یہ جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ مسائل مخالف حدیث جو کتب فقہ و دیوبند
کے سبب امام ابو حنیفہ پر طعن مناسب نہیں یہ نہایت درست و راست و انصاف
کی بات ہے ہر ایک منصف ہے جانتا ہے شائع اہلسنۃ نمبر ۶ جلد ۴ میں صفحہ ۱۰۱ سے
۱۰۸ تک بہت بسط و تفصیل کے ساتھ اس بات کی تشریح کی ہے اور اسکے ذریعہ سے اپنے
کو [illegible] ہیں اور آن کل امام ابو حنیفہ کی غلطیاں ظاہر کرتے ہیں
[illegible] مسائل میں ہم صاحب یا ہمنوا تمام دنیا پر غلطی کا الزام قائم کریں
[illegible] ان ائمہ سے متفق ثابت کریں صرف شرح وقایہ و درمختار و فاضیخان وغیرہ
[illegible] مسائل کو روایت پر اعتماد کرکے ان کتابوں کی ہر بات کو ان ائمہ کے اقوال سمجھ لیں
[illegible] ان مسائل کو پھر غور و انصاف سے سوچیں اور شائع اہلسنۃ نمبر ۶ جلد ۴ میں
[illegible] فرمادیں۔ **الیاسی** جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ امام بعض احادیث

نہ پہنچنے کے سبب معذور ہین - یہ بات بھی ہمارے اور ہر ایک محقق و منصف کے نزدیک بالکل صاف ہوتی ہے - جسکے اسی تفصیل کو اپنے ضمیمہ اخبار منبر ۱ جلد دوم مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۸۹۸ء مین بخوبی کی ہے -

لیکن جو مولوی صاحب نے اس بات مین اتباع مذہب امام صاحب کو بھی شامل کر دیا ہے اور انکو بھی معذور و ماجور بتایا ہے اسمین ہمکو ذرا تفصیل بکار ہے -

متقدمین اتباع و پیروان مذہب امام (جنکے زمانہ مین حدیث کی اشاعت نہ ہوئی تھی اور نہ بیشک اس بلد مین پہنچے ائمہ کے سامنے سائل اور ادلہ کی مثل معذور ہین - لیکن **متاخرین اتباع** جناب (جنکو صدہا برس پہلے صحیحین و موطا مالک وغیرہ کتب صحاح و مسانید جمع ہو چکی تھین) اسمین بھی اور ہر حال معذور نہین ہو سکتے - بلکہ بسبب استدلال و استنباط احادیث سے وہ خیال مانع رہا جو شیخین ابراہیم وغیرہ تابعیون کو مانع رہا (جسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین بقدر اللہ مبالغت مذکور ہوا ہے) وہ نہ اپنے اس خیال کے سبب معذور ہین - اور جنکو استدلال کتاب و سنت سے موقف نہ تھا و بالبداہہ انہون نے استنباط مسائل کے وقت کتب حدیث کی طرف رجوع نہ کیا نہ مین موجود و متداول تھین - رجوع کیا - اور صرف اقوال ائمہ کو بنظر تنقیص قرار دیکر انسے بتحریر و استنباط مسائل خلاف احادیث رسیدہ بحالت رفع سابہ یا مسلسلہ وہ در وہ لیا یا ائمہ کی قیاسی باتون کو بمقابلہ احادیث صحیحہ و دستور العمل بنا رکھا - وہ لوگ معذور نہین ہو سکتے -

ان ہی لوگون کی نسبت امام شعرانی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ جو لوگ معذور نہین ہین چنانچہ میزان کبریٰ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷۲ مین فرمایا ہے

واعتقدنا واعتقد کل منصف فی ائمۃ ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقینہ کما رویناہ	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رحم کی نسبت بقینہ ان باتون کا ہے جنکو ہم نے نقل کی ہین

انتفاعنه من ذم الراي والتبري منه ومن
تقديمه النص على القياس انه لو عاش حتى
دونت احاديث الشريعة بعد رحيل
الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها
لاخذ بها وترك كل قياس كان قاسه وكان
القياس قل في مذهبه كما قل في مذهب غيره
بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة الشريعة
مفرقة في عصره مع التابعين وتابع
التابعين في المدائن والقرى والثغور
كثر القياس في مذهبه بالنسبة الى غيره من
الائمة ضرورة لعدم وجود النص في تلك
المسائل التي قاس فيها بخلاف غيره من
الائمة فان الحفاظ كانوا قد رحلوا في
طلب الاحاديث جمعها في عصرهم من
المدائن والقرى ودونوها فجاوبت احاديث
الشريعة بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة
القياس في مذهبه وقلته في مذهب
غيره ويحتمل ان الراي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص ظفر
بذلك في كلام مقلديه الذين يلزمون
العمل بما وجدوه عن امامهم من القياس

(یعنی رائی سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو
قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے
یہانتک کہ احادیث نبوی جمع ہوئین بعد سفر کرنے
حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لیئے شہرون
اور سرحدون مین اور اون احادیث کو امام
ابو حنیفہ رح پاتے تو اُنکو لے لیتے اور تمام قیاسون
کو جو کہ چکے تھے چھوڑ دیتے اور اُنکے مذہب
مین قیاس کم ہوتا جیسے اور اُنکے مذہب مین
اُنکی نسبت کم ہے - ولیکن جبکہ دلائل شریعت
(یعنی احادیث) انکے زمانہ مین تابعین و تبع تابعین
کے ساتھ شہرون اور بستیون اور سرحدون مین
متفرق تھے تو اونکے مذہب مین بہ نسبت اور
امامونکی قیاس زیادہ ہوا ضرورت [illegible]
اس لیئے کہ جن مسائل مین [illegible]
نص نپائی - بخلاف اور امامون [illegible]
مین حدیث کے حافظون نے شہرون [illegible]
مین حدیث جمع کرنیکو سفر کیئے - اور [illegible]
جمع کیا - آپ کے مذہب مین قیاس زیادہ ہوئیگا
اور اورون کے مذہب مین کم ہونیکا یہی سبب ہے
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسنے امام ابو حنیفہ کیطرف
نص پر قیاس مقدم کرنیکو نسبت کیا ہے اسنے یہہ

(302)

ويتركون الحديث الذي صح بعد موت الامام فالامام معذور واتباعه غير معذورين۔

حدیث کو جو بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام معذور ہے اور یہہ لوگ معذور نہین۔

اس عبارت میزان کو مولوی صاحب نے بھی بالاختصار اپنے رسالہ کے صـ۱۸ مین نقل کیا ہی اور اسپر ایسی تفریع کی ہی جو ہمارے اس بیان کی مصدق ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے ضدی اتباع امام کو مولوی صاحب بھی معذور نہین سمجھتے آپ فرماتے ہین۔ مین کہتا ہون

اقول تفرق الناس من قديم الزمان الى هذا الاوان في هذا الباب الى الفرقتين فطائفة قد تعصبوا في الحنفية تعصبا شديدا والتزموا بما في الفتاوى التزاما شديدا وان وجدوا حديثا صحيحا او اثرا صريحا على خلافه زعموا انه لو كان هذا الحديث صحيحا لاخذ به صاحب المذهب ولم يحكم بخلافه وهذا جهل منهم بما روت الثقات عن ابي حنيفة من تقديم الاحاديث والآثار على اقواله الشريفة فترك ما خالف الحديث الصحيح راى سديد وهو عين تقليد الامام لا ترك تقليد وطائفة زعموا ان الامام قاس على خلاف الاخبار وهجر ما ورد به الشرع والآثار فظنوا في حقه ظنونا سيئة واعتقدوا

لوگ پرانے زمانہ سے ابتک دو فرقے ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون مین سخت متعصب ہے انہون نے فتاوون کو پکڑ رکھا ہے۔ اور وہ اگر کوئی حدیث صحیح انکے خلاف مین پاتے ہین تو کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لے لیتا اور اسکے خلاف حکم نہ دیتا۔ اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے اسبات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے اقوال سے حدیث کو مقدم سمجھتے۔ پس قول امام مخالف خلاف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے۔ اور یہہ عین تقلید امام ہے نہ ترک تقلید۔ اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدا چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہی۔ سو انہون نے انکے حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برا اعتقاد جمایا۔

سقائد نبیحة ومعاملة لیمیزان فهم نافع ولا دهائهم دافع فلیقعد العاقل مسنت امین ویجتنب طریقة الطائفتین انتہے۔	کتاب سنیہ ان کے سمجھنے کا معاملہ دو فریق نافع ہے اور انکے دھوکوں کو دافع۔ دانا کو چاہیئے کہ بیچ کی راہ اختیار کرے اور ان دو فریق کی راہ چھوڑ دے۔

یہ مجمل عبارت نافع کبیر سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ علامہ ہارون نے تجویز اجتہاد و مسائل مذہب حنفیہ و طبقات مجتہدین کی نسبت کہا ہے یہ ان بر علماء حنفیہ وغیرہ کی قلم و زبان سے نکل چکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کلام میں علامہ ہارون کی درجہ بدرجہ تائید باقی اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو علامہ ہارون نے تجویز و قسام اجتہاد دین و مذاہب سلف سے خلف تک متفق علیہ مسلم چلا آیا ہے

جناب کی کلام میں اور بھی فوائد بکثرت موجود ہیں۔ اسلیئے اس کلام کا بتمام و کمال اس مقام میں نقل کرنا موجب مسرت و مورث زیادہ تر بصیرت اہل تحقیق معلوم ہوتا ہے جناب ممدوح رسالہ اشتباہ الاذکیاء فی سلاسل الاولیاء کے جلد دوم میں فرماتے ہیں۔

مقدمہ باید دانست کہ یکی از واجبات اسلام معرفت احکام شرعیہ ہست و طرق معرفت آن کتاب و سنت و آثار صحابہ و تابعین و مستنبط از کتاب و سنت ست و ناز اد در عرف علماء فقہ گویند و فقہا را مذاہب مختلف ست و مسالک متنوع و متاخران را در اختیار مذہب فقہا و عمل بر فتہا اختلاف ست اکثر متاخران تقلید مذہبی از مذاہب مشہورہ کنند و در کلیات و جزئیات ذمم خود آنرا دست دادہ مانند حنفیہ مجتہد علیہ باشند و این راہ مبارک ست سہل کہ از علم کتاب و سنت بہرہ نیافتہ باشد و در مدارک علما خوض نکردہ بود بیک شرط کہ ہمت ایشان اتباع کتاب و سنت باشد پس اگر اجتہاد و منصوص خود را مخالف صریح کتاب و سنت دانند و غالب ظن حاصل نمودہ کہ این اجتہاد مخالف کتاب و سنت ست دست از تقلید آن در آن مسئلہ باز دارند و تقلید آن

(303)

مسند کسی نشنید کہ قول او موافق بود و مذہب او مخالف مذہب متبوع خود است
رد نمیکند و عمل بآن منع نمیکند و نمیگوید کہ ترا ما مشغول نشدہ ایم بتقلید شخصی پس الا تخلف از
اتباع وی ممتنع است اگرچہ حدیثی بما مخالف نص متبوع خود برسد و تاویل نمیکند کہ لعل سلیم از
قبول وی ابا کند برای احترام متبوع خود است نمیگویند وطن مالوف کہ از احادیث فی مرویہ در کتب
مشہورہ و محافل ہمیشہ و بکابرہ انکار نمیکنند و دیدہ و دانستہ را جہل کتب دیدہ و نادانستہ
نسبت نمیدہند اگر این شرط فوت شود در قول خدا تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ
مستمسکون بل قالوا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اٰثارہم مہتدون - وکذلک
ما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوہا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی
اٰثارہم مقتدون - قال اولو جئتکم باہدی مما وجدتم علیہ اٰباءکم قالوا انا بما ارسلتم بہ
کافرون - واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان
اٰباءہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون - واحبی امت خوان کہ علم سنت و آثار کسب کردہ باشند
تتبع کلام فقہی کنند از فقہ رہا نمایند پس انادیثی و آثاری کہ آن فقیہ آنرا ترک کردہ ہست روایت
و بطلان تصحیح احادیث متحالفہ دانند ہا مستغنا نشوند و استعمار مذہب خود نکنند و بتفریع بر اصول

+ کیا ہے اگر اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسکو وہ بتائے ہوئے ہیں - نہیں - بلکہ
انے تو یہی کہا ہے کہ ہمنے اپنے بزرگوں کو ایک طریق پر پایا ہم ان ہی کے قدموں پر چلینگے -

* ایسا ہی ہمنے تیرے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانیوالا نہیں بھیجا مگر وہاں کے اہل ثروت نے کہا ہمنے
اپنے بڑوں کو ایک طریق پر پایا ہے - ہم ان ہی کی چال کی پیروی کرینگے -

پیغمبر نے کہا کہ بھلا اگر میں تمہارے پاس اس سے بھی سیدھی چیز لایا ہوں جو تمہارے بزرگوں کو طریق سے زیادہ راست نظر آئی
ہو وہ بولے ہم تو اس سے جو تم لائے ہو منکر ہیں -

جب انکو کہا جاتا ہے کہ اسکی پیروی کرو جو خدا نے اتارا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کرینگے جس پر
ہمنے اپنے بڑوں کو ... پایا اگرچہ وہ کچھ عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ راہ پانے والے -

امام خود مشغول شوند و این جماعه را مجتهد فی المذهب گویند و بمتبوع منسوب کنند حنفی یا شافعی مثلاً و این
راه نیز مبارک ست بشرطیکه تدارک بکتاب و سنت نکنند و مناظره ایشان برای اظهار حق باشد نه برای
احکام وضع خود و هدم وضع مخالف والله اعلم و یکی از نعم الهی برین ضعیف آنست که احادیث و آثار
متمسک هر یکی از فقهای اربعه اصحاب مذاهب مشهوره را روایت کرد و صنائع ایشان در استنباط
اجمالاً و تفصیلاً ادراک نمود و بر مختارات هر یکی مطلع شد نه بآن معنی که ظهر الغیب یاد گرفت بلکه
قدرت حاصل کرد بر معرفت مذاهب ایشان از کتب ایشان و معرفت ماخذ و ادله ایشان بقوة
قریبه از فعل بعد از آن تردد واقع شد در اختیار روشی و تعیین مسلکی که خود را بآن مقید کند زیرا که
تشویش و اضطراب درین باب داء عضال ست دید که اکثری را باعث بر تعیین مسلک عادت و
الفت شده است پس اعتماد ایشان در تعیین بر آنست که در اقلیم ایشان آن مذهب شائعست
یا آبا و اجداد یا استادان و مشائخ همان مذهب داشتند و این راه لائق بکسی ست که بجز کتب یک
مذهب آشنا نشده باشد و در طرق تفتیش و ادله خوض نکرده باشد و جمعی مناقب فقهی جمع کنند و محبتی
با وی بهم رسانند و غافل باشند از مناقب فقیه دیگر یا غشاوه تعصب چشم بصیرت ایشان را پوشیده
باشد و سلوک درین راه نیز آئین این طبیعت نبود پس بتضرع تمام و جمع همت متوجه شد
بحق سبحانه و طلب تعیین مسلکی نمود و استخاره کرد پس برکتی فائض شد که بآن برکت مهتدی گشت
بتعیین مسلکی و اختیار مشربی و ما میخواهیم که درین رساله باجمال آن مسلک را بیان کنیم بعد از آن
سند خود در ماخذ ائمه اربعه از سنن و آثار و مذاهب ایشان از مسائل فقهیه بیان نمائیم و بالله التوفیق
برین فقیر واضح ساختند که در هر مذهبی احکام سه قسم می باشند یکی ظاهر مذهب چنانکه در مذهب امام
ابی حنیفه ظاهر مذهب اصول خمسه از تصانیف محمد بن الحسن ست و در مذهب امام شافعی آنچه در ام
و مختصر مزنی مسطور ست دیگر نوادر مذهب و آن روایات غیر معروفه که از صاحب مذهب او یافته شود
خارج از کتب مشهوره معتمده مثل امالی ابو یوسف و مثل رقانیات و هارونیات و امالی حسن بن زیاد
و غیر آن سوم تخریجات اصحاب و وجوه علماء مذهب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان

در مذهب ابی حنیفه و تخریج ابو اسحاق شیرازی و غیر آن در مذهب شافعی و همچنین در دین محمدی
علی صاحبها الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثه واقعست ظاهر دین و نوادر دین و تخریجات
علما و این تثلیث در هر فن از فنون فقه و سلوک و عقائد جاری ست و صاحب علم و فهم کسی ست
که تفرقه کند در میان مراتب ثلثه در هر فن و هر مرتبه را حکم نهد پس ظاهر دین محمدی پنج مرتبه مرتب
دارد مرتبه اولی مدلول صریح قرآن که قابل تشکیک و تردد نباشد مرتبه دوم مدلول صریح احادیث
مستفیضه که در صحیحین و کتاب ابی داود و ترمذی موجود اند و جمع عظیم از علما متقدمین و متاخرین
بر آن رفته اند و در آن باب تعارض ادله و تفاحش اختلاف روایات ظاهر نمیشود و مرتبه سوم
حدیثی صحیح یا حسن که در اصول خمسه یافته شود و علما تصحیح آن کرده اند و جمعی از فقها آن را متمسک
خود ساخته باشند و اسم شذوذ و ضعف یا مخالفت اجماع بر آن جاری نیست مرتبه چهارم مسائلی
که صریح حدیث صحیح معروف بر آنها دلالت نمی کند لیکن اقوال جمع غفیر از صحابه و تابعین بر آنها مجتمع
شده باشد خصوصا علماء مدینه بآن رفته باشند و در موطا که اشهر کتب فقهیه و اصح و مقبول ترین
آنهاست مذکور شده باشد و حفاظ حدیث مثل شافعی و بخاری و مسلم تعقب بر آنها نکرده باشند بحدیثی یا
باقوال اکثر اهل علم و مثل آن مرتبه پنجم مسائلی که در آنها نصی از صحابه و تابعین یافته نشد لیکن علماء
مجتهدین مثل مالک و شافعی و ابو حنیفه و احمد در آن تکلم کرده اند و تمسک بظواهر قویه کتاب و سنت
کرده اند یا اقیسه صحیحه قویه ظاهره بر آن اقامت کرده اند و بعد از ایشان جماعت بسیار بر وفق ایشان
رفته اند و تصحیح استنباط ایشان کرده پس این پنج مرتبه ظواهر دین محمدی ست و جاده قویه که ترک آن
ممنوع ست و تساهل در آن قبیح و نوادر دین محمدی احادیث محکوم علیها بضعف یا مرویه در کتب
غیر مشهوره و یا آثار صحابه و تابعین که شاذ و غیر مشهور و غیر معمول باشد یا مذاهب فقها مدون نشده
یا کتب آن محفوظ نمانده و تخریجات دین محمدی آنست که علما احادیث از ظواهر قویه کتاب و سنت
استخراج کرده باشند یا اصل حدیث و آثار از آن ساکت ست و علماء فقه آن را استنباط کرده اند و در آن
باب اقوال ایشان مختلف آمده و ترجیح قولی بر قولی ظاهر نشده و وجوه و ماخذ در آن باب مختلف ست

وفی الکافی والحمیدی ای لا یکون ادنی درجۃ من قول المفتی وقول المفتی یصلح دلیلاً شرعیاً فقول الرسول اولی وعن ابی یوسف خلاف ذلک لان علی العامی الاقتداء بالفقہاء لعدم الاھتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث وان عرف تاویلہ یجب الکفارۃ وفی کتاب المسافری الاتفاق واما الجواب عن قول ابی یوسف ان علی العامی الاقتداء بالفقہاء فمحمول علی العامی العرف الجاھل الذی لا یعرف معنی الاحادیث وتاویلہ تھا لانہ اشار الیہ بقولہ بعدم الاھتداء الی معرفۃ الاحادیث وکذا قولہ وان عرف تاویلہ یجب الکفارۃ یشیر الی ان المراد بالعامی غیر العالم وفی الحمیدی العامی منسوب الی العامۃ

(کتاب) کافی وحمیدی مین اسکا مطلب یہہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا قول قول مفتی سے کم درجہ نہین ہے جب مفتی کا قول اسکے لئے دلیل شرعی ہو تو آنحضرت کا قول بطریق اولے دلیل شرعی ہونا چاہیئے - امام ابو یوسف کا اسمین اختلاف ہے (انکے نزدیک) عامی پر فقہا کی پیروی واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی پہچان نہین - اور اگر وہ اس حدیث کی تاویل (جو حاشیہ صفحہ نہر ۱ مین بیان ہوئی ہے) جانتا ہو (پھر عمداً روزہ افطار کرے) تو اسپر کفارہ نہین - کتاب مسافری مین اسپر اتفاق نقل کیا ہے -

امام ابو یوسف کے قول کا جواب یہ ہے کہ اس سے ایسا عامی مراد ہے جو جاہل محض ہو اور حدیث کے معنے و مراد نہ جانے اس مراد کی طرف انکے اس قول کا اشارہ ہے کہ "اسکو حدیث کی پہچان نہین" ایسا ہی انکا یہہ قول کہ

کہ اگر وہ حدیث کی تاویل جانتا ہے تو اسپر کفارہ واجب ہے" اشارہ کرتا ہے کہ عامی سے انکے نزدیک ایسا شخص مراد ہے جو عالم نہو - (کتاب) حمیدی مین ہے کہ عامی عامۃ کیطرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پس این مراتب را آگاهانیده اند اجمالاً ثم تفصیلاً فی کل باب باب بعد از آن واضح ساختند که طریق تتبع
این جاده قویه آنست که تحصیل کتب مشهوره حدیث کند مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداود
و موطا را بحثاً و درایة بخواند و کتاب شرح السنه را نیک بفهمد و باختلاف و اتفاق علما آگاه شود
و ما شک نداریم که هر که چنین کند و فهمی و حدسی داشته باشد البته جادهٔ جلیه را متمیز میسازد از غیر
آن و مراتب سه گانه را ادراک میکند پس مسئله اگر منصوص است در جاده جلیه پی آن رود و تخلف
از آن جائز نیست و اگر از تخریجات است لازم نیست در آن تخریجات اتباع فقیهی خاص بلکه اختیار
کند اصح و اوفق را یا قول اکثر اهل علم را چنانکه مقلدین هر مذهبی در تخریجات مذهب می باشند
و درین جا اگر تمسک بنوادر کند و ترجیح مسلکی بر مسلکی از آن جهت نماید دور نیست و نیز واضح ساختند
که اختلاف مسائل که امروز بنظر می آید از چهار حالت بیرون نیست یا مقبول است قطعاً مثل اختلاف
قرأت و اختلاف صیغ ادعیه و اختلاف در ادای بعض سنن پس هر دو طرف اختلاف صواب است قطعاً
یا اختلاف مقبول است ظناً و آن مسائل تخریجیه که در جاده جلیه دلیل بر آن قائم نشد و هر جانب را
وجهی هست و شاهدی و قرینه پس هر یکی بحسب تحری غالب خود عمل کند زیرا که از جاهای بسیار شارع
ما را تعلیم کرده است که ما مأموریم در غیر جاده قویه بتحری و اجتهاد و عمل بر وفق اجتهاد و اگر تحری
حاصل شود بذهاب اکثر علما بآن آن نیز نوعی از تحری صحیح باشد و اگر حاصل نشد بهیچ وجهی توقف کند یا تقلید
فقه نماید مثل آنچه در تحری قبله گفته اند و اگر اختلاف در کیفیت ادای طاعتی است هر دو طریق را صحیح دارد
و بصحت هر دو فتوی دهد و بهر دو مرة بعد اخری لا جمعاً عمل کند و اگر اختلاف در قضا باشد البته بیکی
راه رود و تلون را بگذارد که مورث تهمت است پس اگر دلیلی بر ترجیح طرفی قائم شد آن را بکند و الا
بقضاء دیار خود بر وفق مذهب پادشاه یا اکثر اهل بلد کار کند یا مردود قطعاً و آن آن است که
مخالف نص کتاب یا سنت مستفیضه یا اجماع سلف واقع شود و آن را البته رد باید کرد و تقلید کسی
در آن باب بعد وضوح حال درست نیست و مردود ظناً و آن مخالف خبر واحد صحیح یا حسن و
مخالف قواعد مقرره مشهوره است پس مواضع وجوه اختلاف را واضح ساختند و همچنین مسائل بسیار

(305)

فضيلة ما سبقهم اليها وهذا العصر الثالث هو الذي كان فيه المجتهدون
وهم ابن جريج وسفيان ابن عيينة بمكة وابن ابي ذئب ومحمد بن اسحق وعبيد الله بن
عمر واسمعيل بن امية ومالك بن انس وسليمان بن بلال وعبد العزيز ابن ابي سلمة
وعبد العزيز الماوردي وابراهيم ابن سعد بالمدينة وسعيد ابن ابي عروبة وحماد
بن سلمة وحماد بن زيد وعمر بن راشد وابو عوانة وشعبة وهمام بن يحيى وجرير بن
حازم وهشام الدستوائي وزكريا بن ابي زائدة وحبيب بن الشهيد وسوار بن عبد الله
وعبد الله بن الحسن وعثمان بن سليمان بالبصرة وهشام بن بشر بواسط وسفيان
الثوري وابن ابي ليلى وابن شبرمة والحسن بن يحيى وشريك وابو حنيفة و
زهير بن معاوية وجرير بن عبد الحميد ومحمد بن حازم بالكوفة والاوزاعي وسعيد
بن عبد العزيز والزبيدي والقاضي حمزة بن يحيى وشعيب بن ابي حمزة بالشام
والليث بن سعد وعقيل بن خالد بمصر كلهم على الطريقة التي ذكرت ما منهم
احد اخذ بقول امام ممن قبله فقبله كله دون ان يرد منه شيئا ثم وجدت
بعدهم من اعتصم بهداهم وسلك سبيلهم في ذلك نحو يحيى بن سعيد القطان
وعبد الرحمن بن مهدي وبشر بن المفضل وخالد بن المخلد وعبد الرزاق ووكيع
ويحيى بن آدم وحميد بن آدم وحميد بن عبد الرحمن الراسبي والوليد بن مسلم
والحميدي والشافعي وابن المبارك وحفص بن غياث ويحيى بن زكريا بن ابي زائدة
وابو داود الطيالسي ومحمد بن ابي عدي ومحمد بن ابي جعفر ويحيى بن يحيى النيسابوري
ويزيد بن هارون ويزيد بن زريع واسمعيل بن علية وعبد الوارث بن سعيد

وسفیان بن عیینہ مکہ میں اور فلان فلان (۴۲) علما مدینہ وبصرہ و واسطہ وکوفہ وشام
ومصر میں) یہہ سب کے سب اسی طریق پر تھے جو ہمنے بیان کیا ہے۔ انمین کوئی
ایسا نہ تھا جسنے پہلون سے کسی ایک امام کے سبہی قول مان لیئے ہون کسی ایک کو
رد نکیا ہو انکے بعد ہمنے اُن لوگون پایا جنہون نے اُنکا طریق اختیار کیا تھا۔
جیسے یحیی بن سعید وغیرہ (۳۸ علما) انمین سے بہی کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وابنه عبد الصمد ووهب بن جرير وزاهر بن راشد وعفان بن مسلم
وبشر بن عمرو وابي عاصم النبيل والمعتمر بن سليمان والنضر بن شميل ومسلم بن
ابراهيم والحجاج بن منهال وابي عامر العقدي وعبد الوهاب الثقفي والفريابي
ووهب بن خالد وعبد الله بن نمير وغيره ما من هؤلاء احد قلد اماما كان
قبله ثم تلاهم على مثل ذلك احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وابو ثور و
ابو عبيد وابو خيثمة وابو ايوب الهاشمي واسحق الفزاري ومخلد بن الحسين و
محمد بن يحيى الذهلي وابو بكر وعثمان ابنا ابي شيبة وسعيد بن منصور و
قتيبة ومسدد والفضل بن دكين ومحمد بن المثنى وبندار ومحمد بن عبد الله بن
نمير ومحمد بن المعلا والحسن بن محمد الزعفراني وسليمان بن حرب وعارم وغيرهم
ليس منهم احد قلد رجلا وشاهدوا من قبلهم وراوهم فلم يروا انفسهم في سعة
ان يقلدوا دينهم احد منهم ثم اتى بعد هؤلاء البخاري ومسلم وابو داود و
النسائي ومحمد بن سنجرة ويعقوب بن شيبة وداود بن علي ومحمد بن نصر المروزي
وابن المنذر ومحمد بن جرير الطبري ومحمد وتقي بن مخلد ومحمد بن عبد السلام
الحسيني وغيرهم ما منهم احد اتى الى امام قبله فاخذ قوله كله فقلده بل
كل هؤلاء نهى عن ذلك وانكره ولم اجد احدا يوصف بالعلم قديما وحديثا يستجيز التقليد

اماموں سے کسی ایک کا مقلد ہو رہا ہو پھر اسی روش پر امام احمد بن حنبل وغیرہ
(۲۱ علما) ہوئے - انمیں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوا جو کسی ایک کا مقلد ہو - انہوں نے
پہلوں کا حال مشاہدہ کیا اور انکو دیکھا پھر انکے دلوں نے کسی کی تقلید کو پسند نکیا
انکے بعد بخاری ومسلم وابو داؤد وغیرہ (۱۰ علما) ہوئے انمیں بھی کوئی ایسا نہ تھا
جسنے کسی ایک امام کی تقلید کی ہو بلکہ ان سب نے اس تقلید سے منع کیا ہے اور اسپر
انکار متوجہ فرمایا ہے - ہمنے قدیم وجدید زمانہ مین کسی ایک کو جو عالم کہلاتا
ہو ایسا نہ پایا جو تقلید کو جائز رکھتا ہو -

یہ چاروں حصے مطبع مفید عام لاہور مین چھپے -